A-PDF Watermark DEMO: Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

استوصوا بالنساء خیرا (الحدیث)

# ماہنامہ بنات اہلسنت (اردو)

جلد نمبر 2 | مارچ 2011ء | شمارہ 3

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

## فرسودہ اقدار کا قلع قمع

## زنے قسمت..... شرف ہمراہی متکلم اسلام کا دورہ کراچی ودیع

## جب مسلم اٹھ کھڑے ہوں تو.....!

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

# چوتھا سالانہ اجتماع

# 2011

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تمام حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ 6 مارچ 2011ء کو مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے جس میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام ذمہ داران، اراکین اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے جملہ متخصصین (سابقہ وموجودہ) کی شرکت لازمی قرار پائی ہے۔

متخصصین سے گذارش ہے کہ اپنی دو، دو عدد رنگین پاسپورٹ سائز تصاویر اور شناختی کارڈ کی کاپیاں ہمراہ ضرور لائیں۔ وقت مقررہ پر تشریف آوری کی یقینی بنائیں تاکہ اجتماع کی مکمل کارروائی میں آپ شریک ہو سکیں۔

الداعی

مولانا محمد الیاس گھمن

مرکزی ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست اعلیٰ: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

بصد ادب التماس ہے کہ تمام مہمانان گرامی موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں، مرکز میں بستروں کی بالکل گنجائش نہیں ہے

برائے رابطہ: 0346-7357394

http://islamicurdubooks.net

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

# بنات اہلسنت

لاہور

جلد نمبر 2 | مارچ 2011ء | شمارہ 3

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجرز

بشیر احمد قاسمی

مولانا محمود

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 0300-8172087, 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زر تعاون

-/240 روپے

خط و کتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور 042 36185019

http://islamicurdubooks.net

# ایک نظر میں


صفحہ نمبر 3 — درسِ قرآن

صفحہ نمبر 4 — درسِ حدیث

صفحہ نمبر 5 — جب مسلم اُٹھ کھڑے ہوں تو.....! — اداریہ

صفحہ نمبر 8 — زہے قسمت.....شرف ہمراہی متکلم اسلام کا دورہ کراچی و دبئی — رفیق سفر مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 14 — ایمان کے ڈاکو — مولانا محمود الحسن معاویہ

صفحہ نمبر 18 — فرسودہ اقدار کا قلع قمع — ام محمد

صفحہ نمبر 22 — یہ ان دنوں کی بات ہے — صبا یونس انبالوی

صفحہ نمبر 24 — چند اہم اسلامی آداب — شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ نمبر 31 — سلام پھیلاؤ — فیاض الرحمن گنجیال

صفحہ نمبر 33 — سچے جھوٹ اور جھوٹے سچ — ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

صفحہ نمبر 35 — کیا لکھیں؟ کیسے لکھیں؟ — فوزیہ چوہدری

صفحہ نمبر 37 — اہل سنت کی نشانیاں — مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 38 — تحفظ ختم نبوت اور اہل حق کی قربانیاں — ابو طاہر حنفی

صفحہ نمبر 41 — ظہیر الدین محمد بابر — امان اللہ کاظم

صفحہ نمبر 46 — بہو کی ذمہ داریاں — پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

صفحہ نمبر 53 — مواعظ متکلم اسلام — مرتب: مفتی محمد حارث

صفحہ نمبر 57 — اس ماہ کا سبق نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا — مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

صفحہ نمبر 60 — سایہ ضرور دیتا ہے — بنت محمد بشیر

صفحہ نمبر 62 — ہمارا کچن — ام محمد ارسلان

صفحہ نمبر 63 — آپ نے لکھا — ادارہ

صفحہ نمبر 63 — وفیات — ادارہ


http://islamicurdubooks.net

# درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ.

ترجمہ: اس (قیامت کے) دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

تشریح: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں وہ جو چاہیں جب چاہیں سب کچھ اس کے تابع ہے۔ اس لیے قیامت کے دن زبانوں پر مہر لگا دیں گے اور باقی اعضاء جسم کو حکم ہوگا کہ بولو! تو باقی انسان کے اعضاء اللہ کے روبرو گواہی دیں گے کہ ہم نے یہ فلاں فلاں کام کیا۔ آج کی مادہ پرست دنیا اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ زبان کے علاوہ باقی اعضاء کیسے بولیں گے؟ جب ان کی زبان ہی نہیں ہے تو بغیر زبان کے کیسے بولیں گے؟؟؟ اس کا جواب بڑا واضح ہے کہ یہ قدرت خداوندی ہے جو خدا زبان کو بولنے کی صلاحیت دیتا ہے وہی خدا باقی اعضاء کو بھی بولنے کی صلاحیت دے دے گا۔ یہی عقل پرست روز محشر بھی جب زبان کے علاوہ باقی اعضاء کو بولتا ہوا دیکھیں گے تو اپنے اعضاء سے پوچھیں کہ تمہیں کیا ہوا؟

اس وقت اعضاء انسانی سے آواز آئے گی: اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ

''ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی دی ہے جو ہر چیز کو دیتا ہے۔''

یہی وہ جواب ہے جو آج مسلمان کی زبان پر جاری ہے کہ اللہ کی قدرت کا مظہر ہے باقی اس کا ایک جواب وہ بھی ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ زبان کی اپنی تو کوئی زبان نہیں بلکہ یہ خود بولتی ہے۔ ورنہ تو یہ ہوگا کہ زبان کے لیے الگ زبان کی ضرورت ہو اس طرح اس زبان کے لیے الگ زبان کی ضرورت یہ سلسلہ نہ ختم ہونے والا ہے عقلی طور پر بھی اسلام غالب ہے کہ بس ہم عقل کی بجائے وحی الٰہی کی بجا آوری کریں اللہ عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین یارب العالمین

# درس حدیث

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ فَیَعْدِلُ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلَا اَمْلِکُ.

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیویوں کے ہاں باری باری رہتے تھے اور پورے عدل کا برتاؤ فرماتے تھے اور اس کے ساتھ اللہ سے عرض کرتے تھے کہ

''اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان معاملات میں اور اس عملی برتاؤ میں جو میرے اختیار میں ہے پس میری سرزنش اور محاسبہ نہ فرما (دل کے) اس معاملے میں جو تیرے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں۔''

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ جہاں تک رہن سہن اور عملی برتاؤ کا تعلق ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مثالی اور کامل عدل فرماتے تھے، جو معاملہ اور برتاؤ کسی ایک کے ساتھ تھا وہ سب کے ساتھ تھا، لیکن قلبی محبت اور دل کا میلان ایسی چیز ہے جس پر کسی بشر کا قابو نہیں، آپ کا بھی قابو نہیں تھا۔ اس کا حال یکساں نہیں تھا، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح معذرت فرماتے تھے کہ اے اللہ! یہ چیز میرے اختیار میں نہیں ہے آپ کے اختیار میں ہے، اس پر مواخذہ اور محاسبہ نہ ہو، یہ آپ کا کمال عبدیت تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

http://islamicurdubooks.net

# جب مسلم اُٹھ کھڑے ہوں تو.....!

اداریہ

جب اہل اسلام طاغوت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو ان کو روکنا امریکا کے حواری تو کجا خود امریکا کے بھی بس کا روگ نہیں۔ اہل اسلام نے جب بھی اتحاد کی راہ ہموار کی اور باہم شیر و شکر ہوئے تو دشمن اس کے سامنے گھٹنے تے دیکھے تو اپنے ضمیر کی صدا پر ''لبیک'' کہتے ہوئے غیرت کی وہ عملی مثال رقم کی جس کی نظیر پچھلے کئی عشروں میں ملنا دشوار ہے۔

امریکی آقا کی گود میں کھیلنے والے مصری صدر حسنی مبارک نے جب اہل اسلام کے تیور بدلتے دیکھے تو ٹھٹک کر رہ گیا.....ان کو کیا ہوا؟؟ یہ لوگ میرے خلاف کیوں جمع ہو گئے؟؟ خمار آلود آنکھوں سے جب اس نے حقیقت کا شفاف چہرہ دیکھا تو ایک بار پھر خود کو سنبھالا اور راتوں رات ''فرمان شاہی'' جاری کیا کہ ''اگر میں نے صدارت چھوڑی تو اخوان المسلمون قابض ہو جائے گی۔''

لیکن.....ادھر عزم مصمم سے سرشار مصری عوام تھے جنہوں نے ایک ہی مطالبہ رکھا کہ ''ہم میں سے کوئی ایک شخص بھی اس وقت تک یہاں سے نہیں جائے گا جب تک حسنی مبارک صدارت کی کرسی سے نیچے نہیں آتا۔''

پھر کیا ہوا؟؟

وہی جو بزدل حکمران آخر وقت میں کرتے ہیں؛ عوام پر ظلم و تشدد، ان کو گاڑیوں سے روندا، سول وردی میں پولیس کے ذریعے تشدد کرایا اور کئی بے گناہ شہریوں کو دھونس دھمکاوے دیے۔ لیکن میں نے کہا ناں کہ جب مسلم اٹھ کھڑے ہوں تو.....! تو پھر اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک اپنی بات کو منوا نہ لیں۔

پھر وہی ہوا.....

یعنی حسنی مبارک کو رخصتی مبارک کے زمزمے سننے پڑے، لیکن اب بھی جب تک مصری

عوام اپنا حکمران کسی صالح اور خدا ترس شخص کو نہیں بناتے اس وقت تک مصر میں وہی بدامنی اور انارکی قائم رہے گی، مصری عوام کے دو امتحان تھے ایک ظالم و جابر حکمران کا تختہ الٹنا اور دوسرا امتحان کسی منصف مزاج شخص کو اپنا حکمران بنانا۔ ایک میں نے انہوں نے مکمل کامیابی حاصل کر لی ہے اللہ ان کو دوسری کامیابی سے بھی ہم کنار کرے۔

ادھر دوسری طرف وطن عزیز پاکستان ہے جو اس وقت انتہائی حساسیت کا حامل بنا ہوا ہے قانون توہین رسالت میں ترمیم کا مسئلہ ہو یا ریمنڈ ڈیوس کی رہائی یا سزا کا؟ حکومت دوراہے پر کھڑی سوچوں کی دنیا میں گم صم ہے، قانون توہین رسالت کے بارے میں تو واضح اعلان ہو چکا ہے کہ اس میں کسی طرح کی کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی۔

یہ کیوں ہوا؟

یہ بھی اس لے کہ کراچی میں 10 لاکھ افراد اور لاہور میں کم وبیش 8 لاکھ افراد نے یک زبان و یک جان ہو کر اس کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اس میں ترمیم قطعاً کسی صورت بھی برداشت نہیں کی جائے گی ورنہ حکومت کو وہ دن دیکھنا پڑے گا۔ جسے دیکھنے وہ یارا نہیں رکھتی۔

امریکی پوپ بنی ڈکٹ اور یورپی پارلیمنٹ نے بھی ''مفت مشورے'' ارشاد فرمائے کہ ''قانون توہین رسالت میں ترمیم کر لی جائے اور آسیہ بی بی .....جس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بے ہودہ زبان استعمال کی تھی.....کو رہا کر دیا جائے۔'' لیکن پاکستان کے عوام نے خصوصاً مسلم قیادت نے اس آڑے وقت میں اپنی قوم کی قیادت کا حق ادا کر دیا کہ اس قانون میں ترمیم کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ یہاں ہم حکومت کے اس اقدام کی تحسین کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور پرامید ہیں کہ آئندہ بھی وہ کسی بیرونی دباؤ کو قبول کیے بغیر اپنے نظام کو مزید بہتری کی طرف لائیں گے۔

اب رہا مسئلہ ریمنڈ ڈیوس کا!! ریمنڈ ڈیوس یہ دو بے گناہ پاکستانی شہریوں کا اعلانیہ قاتل ہے۔ رنگے ہاتھوں اس کو گرفتار کیا گیا ہے۔

ایک مسلم اسٹیٹ میں اسلام دشمن اتنا منہ زور کب سے ہوگیا ہے کہ وہ یہاں کے باشندوں کو کچل کر دندنا تا رہے.....!ایسا کبھی نہیں ہوگا!! ساری دنیا کا کفر کان کے پردے کھول کر سن لے ہم مسلمان باہم رحماء بینھم اور تمہارے لیے اشدآء علی الکفار ۔اس لیے اگر ہمارے اسلام، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ہمارے کسی بھی پاکستانی کے خلاف تم نے نظر اٹھائی تو تمہیں ایسے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اے اللہ! اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اسلام، اہل اسلام، پاکستان اور اہل پاکستان کی حفاظت فرما۔آمین

والسلام

# قبول اسلام

11 فروری 2011 کو ضلع شیخوپورہ میں مولانا عبدالحلیم ربانی جنرل سیکرٹری اہل السنّت والجماعت کی رہائش گاہ پر ایک عیسائی لڑکے اور لڑکی نے عالم اسلام کی مشہور دینی شخصیت متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا اس کے بعد ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔

یاد رہے کہ لڑکے کا سابقہ نام ذوالفقار اور نیا نام عیسیٰ احمد ہے، جب کہ لڑکی کا سابقہ نام کنول اور نیا نام مریم رکھا گیا اس موقع پر بطور گواہان مولانا عبدالحلیم، مولانا معاویہ، مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا محمد رمضان موجود تھے، حبیب الرحمٰن صاحب چندرنگر ضلع ننکانہ صاحب کے رہائشی ہیں جہاں ایک عرصہ قبل آسیہ مسیح نامی خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نازیبا کلمات کہے تھے۔

http://islamicurdubooks.net

# زہے قسمت.....شرف ہمراہی

# متکلم اسلام کا دورہ کراچی ودبئ

رفیق سفر مولانا عابد جمشید رانا

**13 جنوری 9 صفر المظفر :** بروز جمعرات سرد اور دھند میں لپٹی صبح کو لاہور احناف میڈیا سروس کے زیر تعمیر سٹوڈیو میں ناشتہ کے بعد تمام ساتھی مشورہ کے لیے جمع تھے۔ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی امیر مشورہ تھے۔ کام کی ترتیب اور اس میں مزید بہتری لانے کے لیے تفصیلی مشورہ جات کے بعد مولانا نے مشن کی تکمیل کے سلسلہ میں قیمتی نصائح اور ہدایات ارشاد فرمائیں اور دعا کے ساتھ مجلس مشورہ برخاست ہوگئی۔ سورج دھیرے دھیرے بلند ہو رہا تھا دس بجے کے قریب ہم لوگ ائر پورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ ائر پورٹ پر خوب رش، موسم انتہائی سرد اور خنک، گیارہ بجنے کو تھے لیکن ہنوز رخ آفتاب بادلوں کی اوٹ میں تھا۔ مولانا محمد کلیم اللہ اور دیگر ساتھیوں نے ہمیں الوداع کیا اور ہم بوڈنگ پاس لینے کے بعد جہاز میں جا سوار ہوئے۔

پی۔آئی۔اے کی پرواز حسب معمول ایک گھنٹے کی تاخیر سے روانہ ہوئی۔ فلائٹ نمبر پی۔ کے 303 نے ساڑھے بارہ بجے علامہ اقبال انٹرنیشنل ائر پورٹ لاہور سے اڑان بھری اور دو پہر ایک بج کر پچاس منٹ پر قائد اعظم انٹرنیشنل ائر پورٹ کراچی پر لینڈ کیا۔ مقامی ساتھی استقبال کے لیے موجود تھے، ائر پورٹ سے سیدھے ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ فاروقیہ پہنچے، یہاں کے اساتذہ اور طلباء کے چہرے مولانا محمد الیاس گھمن کی تشریف آوری پر دمک رہے تھے۔ جامعہ کے تخصص فی الحدیث کے مسئول مفتی محمد ساجد صاحب مدظلہم نے میزبانی کی اور ضیافت کا اہتمام فرمایا۔

نماز عصر کی ادائیگی کے بعد طلبہ مصافحہ کے لیے دیوانہ وار ٹوٹ پڑے۔ نماز مغرب سے تھوڑی دیر قبل ہم لوگ ''ماہنامہ وفاق المدارس'' کے مدیر معروف عالم دین اور صاحب قلم مولانا ابن الحسن عباسی دامت برکاتہم کی دعوت پر ان کے مدرسہ جامعہ تراث الاسلام، شاہ فیصل کالونی

پہنچے۔ یہاں ایک عظیم الشان علماء طلباء کنونشن کا انعقاد کیا گیا تھا، نماز مغرب کے فوراً بعد متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی کا خطاب شروع ہوگیا۔ اہل السنّت والجماعت سے غیر مقلدین کا اصل اختلاف کیا ہے؟ اس موضوع پر مولانا نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔

صحابہ وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کے ائمہ فقہاء اور سلف صالحین سے لے کر موجودہ دور کے اہل السنّت کے اصولی موقف سے غیر مقلدین کے اختلاف کو سمجھنے کے لیے اس لاجواب، تحقیقی اور مدلل خطاب کو سننے کے بعد ہر ذی شعور کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ اختلاف کی بنیاد ڈالنے والے اور امت مسلمہ کے شیرازے کو بکھیرنے والے کن بوسیدہ اور گھسے پٹے نظریات کو لے کر اٹھے ہیں اور ان کا اصل مشن کیا ہے؟ اس سے عوام الناس کو کیسے بچنا چاہیے اور علما اس میدان میں اپنی ذمہ داریاں کیسے پوری کر سکتے ہیں۔

یہ ویڈیو الحمدللہ اپ لوڈ کر دی گئی ہے، یوٹیوب پر اس کا عنوان ہے:

Difference between Ahle Sunnat and gher muqalideen

بیان کے بعد مولانا ابن الحسن عباسی کے دولت کدہ پر کھانا تناول کیا اور آرام کرنے کے لیے گلشن اقبال کا رخ کیا۔

**14** جنوری: مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہم نے جمعۃ المبارک کا خطبہ ''الکبریا مسجد'' دھوراجی میں دیا۔ جمعہ کے بعد مقامی احباب سے ملاقاتیں طے تھیں ان سے فراغت کے بعد ہم اشرف المدارس کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید دامت برکاتہم کے مکان پر گئے اور کافی دیر تک مختلف امور پر مشاورت رہی۔ نماز عصر کے بعد بڑے حضرت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی خانقاہ میں حاضری ہوئی۔ یہاں میں یہ بات بتاتا چلوں کہ مولانا محمد الیاس گھمن حضرت والا کے خلیفہ مجاز ہیں۔ عصر سے مغرب تک صاحبزادہ مولانا حکیم محمد مظہر دامت برکاتہم سے کمرہ خاص میں ملاقات رہی۔ نماز مغرب کے بعد حضرت والا کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ مولانا محمد الیاس گھمن نے حضرت والا کو مسلکی کام کی کارگزاری سنائی۔ حضرت

والا اس دوران بڑی محبت سے مولانا کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے رہے۔ مولانا نے کارگزاری مکمل کی تو حضرت والا نے خوب دعاؤں سے نوازا۔ بعد میں مولانا نے حضرت کو راقم الحروف کا تعارف کرایا اور دعاؤں کی درخواست کی۔ حضرت والا کے خلیفہ مجاز ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت فیوضہم وہ بھی لاہور سے تشریف لائے ہوئے تھے اور وہاں موجود تھے۔ حضرت والا کی خدمت میں حاضری کے وقت حضرت والا کے خلیفہ خاص سید عشرت جمیل صاحب سے ملاقات ہوئی جو ''میر صاحب'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ نماز عشاء گول میمن مسجد میں ادا کی بعد ازاں ساتھیوں سے تفصیلی گفتگو اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

**15 جنوری:** صبح 8 بجے گلستان جوہر میں مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی زیر تعمیر خانقاہ عزیزیہ میں مقامی ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ 9 بجے مدرسہ ابن عباس میں فضیلۃ الشیخ محمد موسیٰ عراقی سے ملاقات کی عجوہ کھجوروں اور عربی قہوے کا دور چلا۔ بعد ازاں شیخ موسیٰ کی دعوت پر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے طلباء نہایت پر مغز خطاب فرمایا۔

پورے ملک میں مدرسہ ابن عباس عربی تعلیم و تعلم کے حوالے سے جانی پہچانی اور مشہور درس گاہ ہے۔ تقریباً 12 بجے قیوم آباد میں مولانا محمد جعفر صاحب کے مدرسہ اور اقراء سکول میں ملاقات اور ساتھیوں سے مختصر گفتگو رہی۔ ساڑھے 12 بجے دارالعلوم کورنگی میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی حضرت نے کام کے حوالے سے کافی مفید مشوروں سے نوازا۔ نماز ظہر مدنی مسجد ناگن چورنگی مولانا سعد اللہ شاہ کے ہاں جا کر ادا کی۔ مولانا سعد اللہ شاہ صاحب شہید ناموس صحابہ جرنیل اہل السنّت مولانا محمد اعظم طارق شہید کے بھانجے ہیں اور مسلکی حوالے سے کام کے بارے میں بہت متفکر رہتے ہیں۔ نماز عصر مرکز درخواستی میں ادا کی۔ نماز مغرب کے بعد نور مسجد گلشن اقبال کراچی کے احباب سے نشست ہوئی اور مولانا نے علمی فکری اور تربیتی گفتگو فرمائی۔ نماز عشاء سہراب گوٹھ میں مولانا عبدالوحید صاحب کے مدرسہ معارف القرآن میں ادا کی اور وہیں پر ہی طعام کا انتظام بھی تھا۔ رات 11 بجے ملک کی معروف دینی

یونیورسٹی جامعۃ الرشید پہنچے جہاں پہلے سے ہر دلعزیز، نوجوانوں کی آئیڈیل شخصیت جابر وقت کی آنکھوں میں آنکھ ڈالنے والے اور مجاہد ہند مولانا عزیز گل رحمہ اللہ کے جانشین سید محمد عدنان کاکا خیل اور دنیائے صحافت میں اسلامی کلچر اور شعار کے فروغ کے داعی برادرم مولانا عبدالمنعم فائز نے مولانا کا پرتپاک استقبال کیا اور مولانا کو شعبہ تخصصات کے جمیع طلبہ میں بیان کے لئے لے گئے۔

تمام طلباء ایک بڑے ہال میں جمع تھے مولانا نے 2 گھنٹے کا نہایت عالمانہ بیان فرمایا۔ بیان کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جس میں حضرت نے طلباء کے سوالات کے مدلل اور مبرہن جوابات ارشاد فرمائے اس سے ابھی فراغت ہوئی ہی تھی کہ خانوادہ علامہ انور شاہ کشمیری کے چشم و چراغ رئیس شعبہ تخصصات مفتی ابولبابہ شاہ منصور دامت برکاتہم تشریف لائے۔ مفتی صاحب کی خواہش پر مولانا نے مزید آدھ گھنٹہ گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو میں مولانا نے ممات کی حقیقت کو واضح کیا اور سماع موتی کے مسئلہ کی تنقیح کی۔ عام اموات اور انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات میں فرق کا جو اصولی موقف اہل السنّت والجماعت کے ہاں مسلم ہے مولانا نے اس کو دلائل سے واضح فرمایا۔ بعد ازاں جامعہ کے دارالضیوف میں مفتی ابولبابہ شاہ مدظلہ سے طویل نشست ہوئی رات 2 بجے روزنامہ اسلام کی ٹیم نے مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ کا انٹرویو لیا۔ انٹرویو پینل میں مولانا محمد معاویہ اور مولانا محمد ساجد شریک شعبہ صحافت کورس شامل تھے۔

**16 جنوری:** صبح 8 بجے جامعۃ الرشید میں جانشین حضرت والا مفتی رشید احمد لدھیانوی حضرت مفتی عبدالرحیم المعروف بہ استاد صاحب دامت برکاتہم کے ہاں ناشتہ کا اہتمام تھا۔ دوران ناشتہ دور حاضر کے فتنہ پروروں کے افکار خصوصاً جاوید احمد غامدی کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔

دن میں چند اہم اہم مصروفیات کو نمٹایا اور بعد نماز عشاء پی۔ اے۔ ایف کالونی میں درس قرآن دیا۔ مولانا کا یہ درس قرآن بھی انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔ سورۃ فاتحہ کے اسرار و رموز اور علوم و معارف کو متکلم اسلام کے انتہائی تفہیمانہ انداز میں سننے کے لئے اس کو ضرور سماعت فرمائیں۔ یہ ہماری سائٹ کے مین پیج پر آپ کو نظر آجائے گا۔

http://islamicurdubooks.net

**17 جنوری:** دن 11 بجے ادارہ علوم القرآن منظور کالونی میں علماء اور طلباء سے خطاب کے بعد دن ساڑھے 12 بجے دارالعلوم کراچی میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی جس میں مفتی صاحب سے ''احناف میڈیا سروس'' کے حوالے سے تفصیلی مشاورت ہوئی۔ دن 3 بجے مہران کالونی کورنگی میں جامعہ انوارالعلوم میں علماء اور طلباء سے مختصر خطاب کے بعد تین تلوار میں ائیر کام کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی اور سٹوڈیو چینل کے بارے میں مشاورت ہوئی۔ نماز عصر ختم نبوت کے دفتر میں ادا کی اور وہاں عملے سے ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء ڈیفنس فیز 6 میں واقع مسجد عمیر میں درس قرآن دینے کے بعد آرام کے لئے کارساز میں مولانا شمس الرحمٰن متخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے گھر کا رخ کیا۔

**18 جنوری:** دن 10 بجے محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔ مولانا نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو مسلکی کام کی کارگزاری سنائی۔ بعد ازاں جون میں اسلام آباد میں ہونے والے امام اعظم ابوحنیفہ سیمینار کی تیاریوں کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے بہت بہت دعاؤں سے نوازا اور مفید مشورے عنایت فرمائے۔ بوقت رخصت حضرت نے کتابوں کا تحفہ عنایت فرمایا۔

نماز ظہر کے وقت ہم مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم کے معروف دینی ادارے جامعہ بنوریہ العالمیہ سائیٹ میں پہنچے یہ مدرسہ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کی مادر علمی ہے۔ مولانا نے درجہ اولی، ثانیہ اور ثالثہ جامعہ بنوریہ میں پڑھے ہیں۔ جامعہ بنوریہ میں مولانا ساجد صاحب، مفتی نعمان صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا باقی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ موخرالذکر دونوں حضرات مولانا گھمن صاحب کے اساتذہ ہیں۔ مفتی نعیم صاحب اپنی مصروفیات کے باعث جامعہ سے دور تھے جس کے باعث ملاقات نہ ہوسکی اور صرف فون پر ضروری ضروری باتیں سن سنا لی گئیں۔ دن کے بقیہ حصے میں مختلف ساتھیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بوجوہ ہماری

سیٹیں کنفرم نہیں ہوئی اس لئے راقم الحروف نماز عصر کے وقت سے ائیر پورٹ پر موجود تھا۔ 8 بجے سیٹیں کنفرم کرا کر حضرت کو اطلاع کی تو وہ 9 بجے ائیر پورٹ پر تشریف لے آئے۔ کسٹم اور بورڈنگ کے مراحل سے فارغ ہونے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ 10 بجے ہم بورڈنگ کارڈ لے کر لاؤنج میں داخل ہوئے اور نماز عشاء ادا کی۔ پونے 11 بجے پی۔ آئی۔ اے کی فلائٹ پی۔ کے 213 پر پہنچے رات گیارہ بجے جہاز نے کراچی ائیر پورٹ سے ٹیک آف کیا اور رات بارہ بج کر 20 منٹ پر دبئی انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر لینڈ کیا۔ ائیر پورٹ سے باہر آنے میں دو گھنٹے لگ گئے۔ مقامی ساتھی پہلے ہی سے منتظر تھے ملاقات کے بعد گھر پہنچے مولانا فرمانے لگے کہ وقت کافی ہو چکا ہے فجر پڑھ کر ہی آرام کریں گے۔ دن 10 بجے ہم بیدار ہوئے اور ''راس الخیمہ'' کا رخ کیا۔ دبئی میں ہمارا قیام صرف 4 دن کا تھا ان چار دنوں میں ہم نے ''ام القوین'' کے علاوہ بقیہ چھ ریاستوں کا دورہ کیا۔ یہاں ساتھیوں سے ملاقاتیں، بیانات، کام کی ترتیب کے بارے میں مشورے انڈیا سے تشریف لائے ہوئے مہمانوں سے تفصیلی مشاورت وغیرہ مصروفیات میں پتہ ہی نہ چلا کہ چار دن کیسے گزر گئے۔

شارجہ کے تبلیغی مرکز میں وہاں کے احباب کی خصوصی دعوت پر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن شب جمعہ پر تشریف لے گئے۔ اہل حق کے اس عظیم مرکز میں عوام الناس کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ مرکز کے ذمہ داران نے مولانا کو مرکز کا دورہ کرایا اور دعوتی کام کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالی اس مرکز کو اور پورے دنیا میں تمام مراکز کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ اور ان کے بدخواہوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے۔ چار دن کے مختصر قیام کے بعد مولانا الیاس گھمن دامت برکاتہم نے 23 جنوری کی صبح کو دبئی سے واپس لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ راقم الحروف بعض ناگزیر مصروفیات کی وجہ سے مولانا کے حکم پر وہیں ٹھہرا رہا۔ اور اس سے اگلے دن 24 جنوری کو پی آئی اے کی فلائٹ 204 سے ساڑھے بارہ بجے دبئی ائیر پورٹ سے روانہ ہوا۔ اور شام ساڑھے 4 بجے وطن عزیز واپس پہنچے۔

# ایمان کے ڈاکو

مولانا محمود الحسن معاویہ

قدسیہ باجی جلدی سے تیار ہو جاؤ اڑھائی بج رہے ہیں محفل شروع ہونے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔نورین نے ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ ڈالی۔نورین تم فاخرہ باجی کو بھی کہہ دو! میں ابھی تیار ہو کے آتی ہوں۔ چھوڑو یار! وہ تو ہے ہی دقیانوس۔ پچھلی محفل میں جانے کی دعوت دی تو کہنے لگی میرے میاں منع کرتے ہیں اور ان کے میاں کا تو تمہیں پتہ ہی ہے تنگ نظر تبلیغی مولوی ہیں پتہ نہیں کیسی تبلیغ ہے ان کی بیگم کو اور بیٹوں کو مدرسے کے علاوہ کہیں جانے کی اجازت نہیں اور پھر میں نے کون سا سینما یا تھیٹر جانے کو کہا تھا محفل میں جانے کا ہی کہا تھا۔ خیر! چھوڑو فضول باتوں کو۔جلدی سے اب چلو بھی۔

قدسیہ نے بات کاٹے ہوئے کہا آج وہ دونوں بڑی خوش تھیں کیونکہ گذشتہ محفل میں آپا زہرا نے انہیں ہدایت کی تھی کہ آئندہ محفل میں جو عورت اپنے ساتھ پانچ نئی مہمانوں کو لائیں گی ان کا نام مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا وہ دونوں اپنی ۵،۵ سہیلیوں کو محفل سنوارے ہمراہ لائیں تھیں ''بیت زہرا'' میں وہ قدرے دیر سے پہنچیں ..... محفل شروع ہو چکی تھی ایک لڑکی نعت کے نام پر یہ مرثیہ پڑھ رہی تھی ''شبیر تیری عزاداری نہ ہوتی'' قدسیہ اپنی سہیلیوں کے ہمراہ ایک کونے میں بیٹھ گئی تھوڑی ہی دیر میں اس کی پیاری آپا زہرا کا بیان شروع ہو گیا سب خواتین نہایت دلجمعی اور سکون سے ان کا بیان سن رہی تھی۔

آپا کہہ رہی تھیں معزز خواتین! آج کے درس میں عقائد اسلامی کے حوالے سے گفتگو ہو گی بیان کے بعد حسب معمول کتاب دس بیبیوں کی کہانی کی تعلیم اور پروگرام کے اختتام پر نیاز تقسیم ہو گی۔قدسیہ کی توجہ بیان سے زیادہ اتوار کے روز ہونے والی قرعہ اندازی پر تھی جس میں ان خوش قسمت خواتین کے نام پکارے جاتے تھے جو مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے جائیں گی۔

آپا کہہ رہی تھیں: ''میری بہنو! اسلام نام ہے اہل بیت سے عقیدت کا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ان کے اصحاب کہنے والے اسلام سے پھر گئے سوائے تین آدمیوں کے؛ ابوذر، سلمان، مقداد۔ نواسہ رسول نے کربلا میں خاندان نبوت کو کٹوا کر دین محمدی کی آبیاری کی اسلام کے محافظ بارہ ائمہ معصوم ہیں جو ہر دور میں خداوند کی طرف سے دین کی حفاظت کے لیے مبعوث ہوتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تھے مگر اصحاب نے سازش کے ذریعے ابوبکر کو بنا دیا۔ ابوبکر نے مائی فاطمہ سے جاگیر فدک بھی چھین لی۔ قرآن میں جن آیات میں اہل بیت کا ذکر تھا ابوبکر نے اصحاب سے مل کر وہ آیات نکال دیں..... میری بہنو! آج بھی ان اصحاب کی تعریف کرنے والے موجود ہیں ان سے اپنی اولادوں کو بچائیں۔ آپا کے بیان کے اختتام پر مائیک سے اعلان ہوا اب سوال و جواب کی نشست ہوگی جس میں آپا کے سوالات کا جواب دیں گی عائشہ۔ جواب تک آپ کی تقریر پر اپنے اوپر جبر کر کے برداشت کر رہی تھی۔

سوالات کی نشست کا سن کر کھڑی ہوئی اور بولی آپا میں ایک سوال کرنا چاہتی ہوں اگر اجازت ہو تو؟؟ آپا نے کہا ضرور بیٹی کیوں نہیں۔ عائشہ بولی: ''آپا! کیا آپ قرآن اور حدیث کو مانتی ہیں؟ یہ سن کر آپا کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور ہکلاتے ہوئے بولی: ''ہاں بیٹی! کیوں نہیں؟ عائشہ موقع کی تلاش میں تھی فوراً بولی: ''آپا! جن اصحاب کی نفرت تم ان معصوم ذہنوں میں انڈیل رہی ہو۔ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف میں قرآن کریم کی دو ہزار سے زائد آیات اور پیغمبر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں احادیث ان کے ایمان و تقویٰ کی گواہی دے رہی ہیں آپ اہل بیت کی محبت کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہیں اہل بیت اور صحابہ کرام باہم شیر و شکر تھے آپس میں رشتے ناتے تھے۔ حسنین کریمین رضوان اللہ علیہما کو اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے محبت نہ ہوتی تو وہ اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان نہ رکھتے اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نعوذ باللہ اہل بیت کے دشمن ہوتے تو حسن و حسین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ۲۰، ۲۰ لاکھ درھم کے کثیر ہدیے نہ لیتے۔ حضرات صحابہ کرام دین اسلام کی اساس اور

بنیاد ہیں سارا دین ان کے واسطے سے ہم تک پہنچا اگر صحابہ کرام کو درمیان سے نکال دیا جائے تو ہمارے پاس دین نام کی کوئی چیز نہیں بچتی۔

میری بہنو! بات دراصل یہ ہے کہ جب یہود و نصاری نے دیکھا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام بائیس لاکھ مربع میل سے زائد رقبے پر پھیل چکا ہے روم وایران جیسی پاور فرزندان اسلام کے پاؤں تلے روندی گئیں۔انہیں خطرہ ہوا کہ کہیں اسلام یہودیت ونصرانیت کا بالکل قلع قمع نہ کردے لہذا ایک سازش کے تحت ابن سبا کا فتنہ کھڑا کیا گیا۔ جنوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور پھر نہتا کر کے شہید کر دیا۔اسی فتنے نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے پھر ایک شازش کے تحت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا بارہ ہزار خطوط لکھ کر ہمدردی جتائی اور جب خاندان نبوت کربلا پہنچا تو انہی سبائیوں نے انہیں بے دردی سے شہید کر دیا اور پھر نیا روپ دھار کر غم حسین کے نام پر امت کو گمراہی کی شاہراہ پر ڈال دیا۔

میری بہنو! وقت کی پکار کو سمجھو ہر آواز پر کان نہیں دھرنے ہم صرف اس آواز کو سننے کے پابند ہیں جو قرآن وسنت اوران دونوں کے متبعین علمائے حق کو معیار حق سمجھتی ہوں۔عائشہ کی تقریر جاری تھی آپا سمیت ہر سامع یوں خاموش تھا گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو عائشہ آپا سے مخاطب ہوتی اگر میں غلط کہتی ہوں تو بتایئے !رد کیجئے میری گفتگو کا! وہ کوشش کے باوجود ایک لفظ نہ بول سکی بولتی بھی تو کیسے؟؟ اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر چکا تھا اس کے فریب کا بھانڈہ سرعام پھوٹ چکا تھا۔عائشہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: خواتین اسلام! آپ خود کبھی اپنے لیے اپنی سوچ سے راستہ منتخب نہ کیجئے بلکہ علمائے ربانیین کے راستے کو اختیار کیجئے ناولوں، ڈائجسٹوں اور غیر مستند کتابوں کے بجائے ''بہشتی زیور، اسوہ صحابیات، تاریخ دعوت عزیمت، خلفائے راشدین، حیات الصحابہ، فضائل اعمال، فضائل صدقات، صراط مستقیم کورس برائے خواتین، اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت، ماہنامہ بنات عائشہ، حیاڈائجسٹ، نظام خلافت راشدہ، خواتین کا اسلام بنات اہل

السنّت اوران جیسی دیگر مستند اور معیاری کتب کا مطالعہ کریں محفل برخاست ہوئی، عائشہ باہر نکلی تو خواتین نے اسے زبردستی روک لیا اور رو رہی تھیں اور عائشہ کو چوم رہی تھیں۔ کہ جس نے انہیں تاریکی کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم دکھائی تھی قدسیہ زور زور سے آپا کو کوس رہی تھی عائشہ نے منع کر دیا اس واقعے کو چند دن نہ گزرے تھے کے آپا اور اس کے شوہر نے مکان بیچ کر شہر چھوڑنے میں عافیت سمجھی، قدسیہ نے گناہوں کے کفارے کے طور پر مکان خرید کر مدرسۃ البنات کے لیے وقف کر دیا، عائشہ جو خود بھی وفاق المدارس سے سند یافتہ عالمہ وقاریہ تھی اور اس کے شوہر مفتی عثمان بالا کوٹی بھی جید عالم اور مفتی تھے اس مدرسہ کا نظم ونسق سنبھال چکے تھے۔

آج مدرسہ کی افتتاحی تقریب تھی مدرسہ کو مدرسہ عائشہ صدیقہ کے نام سے موسوم کیا گیا آج ٹھیک ایک ماہ کے بعد اسی جگہ عائشہ خواتین اسلام کو علوم نبویہ سے منور کر رہی تھی جہاں آپا نامی دھوکے باز خواتین کے ایمان سے کھیل رہی تھی قدسیہ؛ عائشہ سے مخاطب ہوئی تو میرا آپ کو محفل لانا کسیا رہا؟ عائشہ مسکرادی۔

# دعائے صحت کی اپیل

ماہنامہ بنات اہل سنت کے مدیر اعلی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کے شیخ محترم عارف باللہ حضرت حکیم شاہ محمد اختر کافی علیل ہیں۔ اللہ تعالی حضرت کو شفاء کاملہ عطا فرمائے

دارالعلوم عیدگاہ کے مایہ ناز استاد محترم جناب مولانا شبیر احمد صدیقی کے والد گرامی پچھلے کئی دنوں سے جگر کے کینسر اور ہیپا ٹائٹس سی میں مبتلا ہیں اللہ تعالی حضرت استاد محترم اور ان کے والد گرامی کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہر قسم کی پریشانی سے نجات عطا فرمائے

محترم جناب حافظ ابوذر صاحب کے والد گرامی جناب حافظ محمد حنیف صاحب انتہائی علیل ہیں۔ تمام قارئین اور قاریات سے درخواست ہے کہ ان سب کے لیے اللہ کے حضور صحت کاملہ کی دعا فرمائیے۔

http://islamicurdubooks.net

# فرسودہ اقدار کا قلع قمع

ام محمد

آج کے نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کی حق دار ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم کردہ معاشرے سے اکثر اوقات متصادم ہوتی ہیں۔ دنیا دار تو ایک طرف رہے خود کو دین دار کہلوانے والے اکثر لوگوں نے بھی اپنے اردگرد خود ساختہ ایک دائرہ قائم کیا ہوا ہے۔ جسے باہر جھانکنے کو قطعاً تیار نہیں۔ لیکن بعض اوقات ایسی انہونی ہوتی ہے کہ ان خود ساختہ مذہبی دائروں میں بند ہم جیسے لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں ہمارے پیر و مرشد مولانا محمد الیاس گھمن کی دوسری شادی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ اگر گناہوں سے لتھڑی ہوئی اس دنیا کی فرسودہ روایات واقدار اور بے ہودہ رسومات کے رسیا معاشرے میں آج جو نور و ہدایت اور صراط مستقیم کی لطیف سی رمق ابھی تک موجود ہے وہ انہی جیسے اللہ کے محبوب بندوں سے قائم ہے۔

مولانا بفضلہٖ تعالی مرد حضرات کے لئے جو دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عرصہ دراز سے اہل دین کے دل اس بات پر کڑھتے تھے جس نہج پر مردوں میں کام ہو رہا ہے خواتین میں کام کے لئے بھی ایسے ادارے کے اشد ضرورت ہے۔ جو خواتین کے اندر عقائد کی محنت کے ساتھ ساتھ مسلک کے دفاع کی صلاحیت بھی پیدا کر سکے۔

لیکن اس کے لئے مولانا کسی ایسی ہستی کے متلاشی تھے جو پہلے ان کے زیر سایہ خود کندن بنے وہ اسے تمام معاملات میں خود گائیڈ کریں خواہ وہ دینی مسائل ہوں یا عائلی احکام۔ مناظرے ہوں، یا نعت ومنقبت کی محافل۔

جس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر شادی کے پیچھے کوئی نہ کوئی دینی

مصلحت تھی اسی طرح اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے پیرومرشد کی شادی بھی بے شمار دینی مصلحتوں اور حکمتوں کا سرچشمہ ثابت ہوگی۔ان شاءاللہ العزیز۔

24 جنوری کی شام کو میرے شوہر نامدار (مولانا عابد جمشید رانا) نے اطلاع بہم پہنچائی کہ کل 25 جنوری کو مولانا کی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے مجھے بھی مدعو کیا گیا ہے۔میں بڑی حیران تھی کہ اپنے خاندان تک کی شادیوں میں تو شرکت کی تو مجھے اجازت نہیں ملتی یہ یقیناً عام شادیوں سے ہٹ کر شادی کی تقریب ہوگی۔جس میں مجھے خود لے جانے کے لئے مصر ہیں۔

میں اپنی ایک ہونہار طالبہ اور دو چھوٹے بچوں سمیت اپنے شوہر نامدار (مولانا عابد جمشید رانا) کی سنگت میں دن ساڑھے گیارہ بجے دلہن کے گھر پہنچے۔مرد حضرات کا انتظام تو مسجد میں تھا خواتین دلہن کے گھر رونق افروز تھیں ہم نے اس رونق کو مزید دوبالا کیا گھر داخل ہونے پر ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا میرے دل میں یہ خدشات بار بار سر اٹھا رہے تھے کہ نجانے ادھر کیسی صورتحال ہوگی۔

کیونکہ ہمارے معاشرے میں جو شادی شدہ مرد، بال بچے دار، پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرے عام لوگ اسے گولی سے کم سزا کے قابل نہیں سمجھتے۔اگر دوسری بیوی کنواری لڑکی ہو اور ہر قسم کے نقص اور خامی سے بھی مبرا ہو تو لوگ نکتہ چینی اور تنقید کے پہاڑ کھڑے کر دیتے ہیں۔

میں بظاہر تو دلہن کی والدہ محترمہ کے ساتھ حال احوال دریافت کرنے میں مصروف تھی لیکن میرے کان کسی ایسے جملے کے منتظر تھے جو عام سطحی ذہن کے لوگ کہتے ہیں۔مثلاً دیکھو جی دوسری جگہ بیٹی دے رہے ہیں..... ہائے اللہ چاند سی بیٹی کو اس کی عمر سے دگنے مرد سے بیاہ رہے ہیں.....توبہ توبہ چھ بچوں کا باپ ہے بیوی بھی موجود ہے پھر بھی اس لڑکی کے ماں باپ کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے.....ہائے بے چاری مظلوم.....لیکن میں حیران تھی اس گھرانے کے افراد تو ایک طرف علاقے کی عورتوں کے اتنے بڑے جم غفیر میں سے کسی خاتون کے منہ کا زاویہ

ٹیڑھا دیکھنے میں بھی نہیں آیا۔ مجمع میں موجود تمام خواتین انتہائی خوش تھیں اور بار بار آ کر ہم سے مصافحہ ومعانقہ کر رہی تھیں کہ آپ مولانا کے توسط سے تشریف لائی ہیں اور ہماری تو خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے ہمارے علاقے، ہمارے شہر ہمارے رشتہ داروں میں سے ہماری اس بیٹی کو دین کے اس خدمت گار کی خدمت کرنے کی سعادت بخشی ہے سچی بات ہے کہ خوشی پورے مجمع کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔

تقریباً اڑھائی بجے ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوئے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد میرے شوہر نامدار (مولانا عابد جمشید) نے فون پر مجھے فرمایا کہ دلہن والوں سے کہو کہ وہ ہمیں جلد رخصت کریں تاکہ بروقت سرگودھا پہنچا جا سکے۔

میں نے دلہن کی والدہ محترمہ کو یہ پیغام دیا ابھی ہم برقعے پہن ہی رہے تھے کہ دلہن صاحبہ اپنی گاڑی میں تشریف رکھ چکی تھیں۔ تقریباً تین بجے ہم نے حسن ابدال سے واپس سرگودھا کا رخ کیا قسمیہ بات ہے کہ میں نے پورے گھرانے میں کسی کی آنکھ بھی پرنم نہیں دیکھی حالانکہ کہ ہمارے ہاں لڑکی کی رخصتی میں بے وقت یوں دھاڑیں مار مار کے رویا جاتا ہے جیسے ذاکر کی محفل میں شیعہ لوگ بھاں بھاں کر کے روتے ہیں بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے۔

یہ مرحلہ تو الحمدللہ بخوبی طے پا گیا دوران سفر میرے دل کو قسم قسم کے وساوس نے گھیرا ہوا تھا۔ کہ دلہن کے یہاں تو بیڑا پار ہو گیا اب آگے جب ایک سوتن کی موجودگی میں نئی سوتن پہنچے گی تو نہ جانے پہلی بیوی کا کیا ردعمل ہوگا۔ کبھی دل کو خیال آتا کہ سوتن (یعنی مولانا کی بڑی اہلیہ) شاید بخار میں تپ رہی ہوں۔ کبھی سوچتی کہ نہیں وہ تو میکے چلی گئی ہوں گی۔ پھر خیال آتا نہیں رو رو کے برا حال کیا ہوگا۔

نماز عشاء کے وقت جب ہم سرگودھا پہنچے تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا کہ یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔ مولانا نے جب گھر میں قدم رکھا تو ان کو خوش آمدید کہنے والی سب سے پہلی ہستی ان کی بڑی اہلیہ تھیں انہوں نے بڑے پرتپاک انداز میں اپنی سوتن کا استقبال کیا۔ میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھائیوں کی شادی پر کبھی اتنا خوش نہیں ہوئی ہوں گی اور اتنے اچھے انداز میں کبھی تیار

نہ ہوئی ہوں گی جتنا مولانا کی بڑی اہلیہ خوش دلی سے ان کے استقبال اور تیاریوں میں مصروف تھیں۔ بچے نئی امی ملنے کی خوشی میں پاگل ہوئے جا رہے تھے۔ مجھے یہ مناظر دیکھ کر اپنی سوچوں پر سخت شرمندگی ہوئی کہ تو نے ایسے نیک لوگوں کے بارے میں کیا کیا بدگمانیاں کیں۔ آفرین ہے ان لوگوں پر جنہوں نے چودہ سو سال گزرنے کے بعد حقیقی معنی میں سنت کا احیاء کیا جسے لوگ آج عیب سمجھتے ہیں اور پھر بڑے فخر سے ان کو مسلمان اور دین کا ٹھیکے دار بھی سمجھتے ہیں۔

جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک سے زائد شادیوں کی ترغیب دی ہے تو ہم کون ہوتے ہیں ان سے ٹکر لینے والے۔ اللہ تبارک وتعالی میری تمام بہنوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے کہ مولانا کی بڑی اہلیہ کی طرح اپنے مجازی خدا کی خوشیوں میں حقیقی معنوں میں شریک ہوں اور اگر وہ عقد ثانی کریں تو بجائے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھانے، خودکشی کی دھمکیاں دینے میکے جا کر بیٹھ رہنے اور خلع کا دعویٰ دائر کرنے، اولاد کو نہر میں پھینک کر مار دینے کی دھمکی دینے کی بجائے خود رشتے تلاش کریں۔

اللہ تبارک وتعالی ہمیں دین کا صحیح فہم نصیب فرمائے۔ اور اپنی ذاتی خواہشات کو قربان کر کے اپنے شوہروں کو خوشیوں میں خوش رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب ہم جنت میں جا کر سینکڑوں حوروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوشی خوشی رہ سکتی ہیں تو اس فانی دنیا کے چند سال اپنی دو تین مسلمان بہنوں کے ساتھ ایک گھر میں ہنسی خوشی کیوں نہیں رہ سکتیں؟؟؟؟

## انتقام عدل ہے اور درگزر افضل ہے

اصمعی سے مروی ہے کہ ایک شخص کو جو کسی قصور سے سزا دیئے جانے کے قابل تھا منصور کے سامنے پیش کیا گیا اس نے کہا اے امیر المومنین انتقام (یعنی بدلہ لینا) ''عدل'' ہے اور خطاؤں سے درگذر کرنا ''افضل'' ہے۔ (یعنی وہ اونچے درجہ کی صفت ہے) اور ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں کہ امیر المومنین دونوں میں سے بلند درجہ کی بات کو چھوڑ کر اپنی ذات کے لیے پست مقام کی صفت کو ترجیح دیں۔ منصور نے اس کو معاف کر دیا۔ (انتخاب: محمد اعجاز، لاہور)

# یہ ان دنوں کی بات ہے

صبا یونس انبالوی

ابو جی! ابو جی! آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے ناں؟

سارہ سکول سے آتے ہی ابو کے کمرے میں پہنچ گئی تھی ابھی اس نے ابو کے جوتے ہی دیکھے تھے کہ دل سے دعا نکلی: ''یا اللہ! ابو اس وقت گھر کیوں ہیں؟''

سارہ کے ابو ایک محنت کش کسان تھے یہ ان کا ریکارڈ تھا کہ وہ گھر بہت کم آتے تھے اور جونہی سورج غروب ہوتا تو وہ آن گھر موجود ہوتے اور صبح اذانوں کے وقت چل پڑتے۔

وہ جونہی کمرے میں داخل ہوئی تو ابو کو بستر پہ دیکھ کر پریشان ہوگئی۔ حال احوال دریافت کرنے پر پتا چلا کہ ان کو بخار ہے تو سارہ فوراً خدمت کے لیے کمر بستہ ہوگئی ابو جی! آپ کے لیے کچھ پکاؤں حالانکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ اس کے آنے سے پہلے اس کی ماں کھچڑی بنا چکی تھی۔

پھر بھی کبھی سر دباتی اور کبھی کچھ پکانے کو اصرار کرتی .....اس کے اصرار اور چاہت پر اسے سویاں پکانے کی اجازت مل گئی اب وہ اٹھی سویاں بنانے لگی اتنے میں فیصل سارہ کا بڑا بھائی جو شہر گیا ہوا تھا وہ زآ گیا اس نے بھی آتے ہی باپ کی خیریت پوچھی اور باہر کو چل دیا اور جب واپس آیا تو اس کے ساتھ ڈاکٹر تھا۔ خیر! ڈاکٹر نے دوائی وغیرہ دی۔ سارہ نے سویاں کھلائیں اور پھر دونوں بہن بھائی مل کے باپ کو دبانے لگے ان کی ماں نے دو نفل صلوۃ الحاجت ادا کی اور ان کے لیے دعا کرنے لگی اب اجمل کسان اپنے آپ کو قدرے بہتر محسوس کرنے لگا حالانکہ ایک گھنٹہ پہلے اس کی طبیعت کافی خراب تھی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے دوستو..... جب مکان کچے اور لوگ اچھے ہوا کرتے

تھے۔آج میں نے اپنی پڑوسن کے بچوں کو دیکھا ایک سکول سے آیا تھا دوسرا کالج سے بہن بڑی تھیں وہ یونیورسٹی سے آئی تھی چونکہ رفیعہ کو آج بخار تھا میں اس کا عیادت کرنے چلی آئی تھی کیونکہ تیمارداری کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے مگر آتے یہ روح فرسا منظر میرے سامنے تھا بے اختیار شعر یاد آیا۔

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

میں نے دیکھا کہ اس کی بڑی بیٹی یونیورسٹی دوسرا بیٹا کالج اور تیسرا سکول سے آیا تھا ان میں سے ایک کہنے لگا: ''امی کچھ کھانے کو ہے؟'' بیمار ماں نے اس کو نفی میں جواب دیا تو وہ غصے میں آ گیا۔ بیٹی آئی تو پوچھا: ''ماما! ڈاکٹر کو بلاؤں؟'' ماں نے نفی میں سر ہلا دیا تو وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ چھوٹا بیٹا آیا سلام کر کے کمرے میں چلا گیا وہاں سے کچن میں گیا اور فریج کا دروازہ کھول کر کچھ پیٹ پوجا کی اور موٹر سائیکل پہ سوار ہو کر باہر کھیلنے نکل گیا۔ یہ سب دیکھ کر میرے دل و دماغ میں کھلبلی سی مچ گئی اور مجھے گھبراہٹ محسوس ہونے لگی کہ دیکھو ماں مرنے کو ہے اور ان کو کوئی پرواہ نہیں میں نے رفیعہ کو دیکھا کہ آنسو اس کی آنکھوں سے چھلک پڑنے کو تیار تھے مجھے دیکھ کر منہ پرے کو کر لیا۔

میں وہاں سے چل پڑی مجھے مسلسل گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی دل سے سرد آہ نکلی الٰہی ہم اپنی نئی نسل کو کہاں لے جا رہے ہیں ہم کہاں بھٹک رہے ہیں اور ہماری تعلیمات کیا ہیں؟؟؟

بچوں کے قلوب و اذہان ایک کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں بچپن میں ان تختیوں پر جو چیز لکھ دی جائے وہی نقش ہو جاتی ہے اور وہ تادم زیست باقی رہتی ہیں میں بوجھل بوجھل قدموں کے ساتھ وہاں سے چل پڑی۔

http://islamicurdubooks.net

قسط نمبر 4:

# چند اہم اسلامی آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ علیہ

ادب ۱۶: قدر و منزلت میں اپنے سے بڑے کا حق پہچانو، اگر آپ اس کے ساتھ چل رہے ہوں تو اس کی دائیں جانب ذرا پیچھے ہٹ کر چلیں اور جب آپ گھر میں داخل ہوں یا گھر سے باہر نکلیں تو اسے اپنے سے آگے کرو، جب آپ کسی بڑے سے ملاقات کریں تو سلام اور احترام سے اس کا حق ادا کریں اور جب ان سے گفتگو کریں تو پہلے ان کو بات کرنے کا موقع دیں اور نہایت احترام سے کان لگا کر ان کی بات سنیں اور اگر گفتگو کا موضوع ایسا ہو کہ جس میں بحث کی ضرورت ہے تو نہایت ادب، سکون اور نرمی سے بحث کریں اور بات کرتے وقت آواز کو پست رکھیں اور ان کو بلاتے وقت اور خطاب کرتے وقت اس کے احترام کو نہ بھولیں۔

اب مذکورہ بالا آداب کے بارے میں کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں:

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بھائی اس لیے آئے تاکہ ان کے ساتھ جو حادثہ پیش آیا ہے وہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کریں ان میں سے ایک بڑا بھائی تھا جب چھوٹے بھائی نے بات کرنی چاہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کَبِّرْ کَبِّرْ .....یعنی اپنے بڑے بھائی کو اس کا حق دو اور اسے بات کرنے کا موقع دو۔

(بخاری، مسلم)

۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَجِلْ كَبِيْرَنَا

''یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔''

۳: اور ایک روایت میں ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ.

http://islamicurdubooks.net

''یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور ہمارے عالم کا حق نہیں جانتا۔''

(اس روایت کو امام احمد، امام حاکم اور امام طبرانی نے حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

**ادب ۱۷:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد خوب غور سے سنو! جس میں ہے کہ:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عصر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس دن ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہربان اور شفیق تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہمیں اپنے گھر والے یاد آرہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا پیچھے گھر میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟ جب ہم نے آپ کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کے درمیان رہو، ان کو تعلیم دو اور اچھے کاموں کا حکم دو، پھر جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو، وہ نماز کی امامت کرائے۔''

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے ذیل طبقات الحنابلة..... ۱/۸۷ میں فقیہ ابوالحسن علی بن مبارک کرخی المتوفی: ۴۸۷ھ جو امام فقیہ ابویعلیٰ حنبلی جو اپنے زمانے میں شیخ الحنابلہ کہلاتے تھے رحمہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں؛ ان کے ترجمہ میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں قاضی ابویعلیٰ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اسی اثناء میں انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اگر تم کسی ایسے شخص کے ساتھ چل رہے ہو جس کی تم تعظیم کرتے ہو تو اس سے ساتھ کس جانب چلو گے؟ مجھے معلوم نہیں فرمایا اس کے دائیں طرف چلو اور اسے نماز کے امام کے قائم مقام سمجھو اور بائیں جانب اس کے لیے چھوڑ دو تا کہ ضرورت کے وقت وہ اسے تھوک وغیرہ کے لیے استعمال کر سکے۔

**ادب ۱۸:** مہمانی اور اکرام کے موقع پر بڑے اور صاحب فضل کو ہمیشہ ترجیح دو اور پہلے بڑے سے شروع کرو، پھر جو اس کی دائیں جانب مجلس میں بیٹھے ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے جس کی دلیل سابقہ دو حدیثیں کَبِّرْ کَبِّرْ اور لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا کے علاوہ

بہت سی حدیثیں ہیں، جن میں سے چند ایک کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱: امام مسلم نے اپنی صحیح میں باب آداب الطعام والشراب واحکامھا میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے پر بلایا جاتا تو ہم اس وقت تک اپنے ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہ فرماتے اور اپنا ہاتھ نہ ڈالتے۔''

۲: امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب ریاض الصالحین میں اس موضوع پر ایک خاص باب باندھا ہے اور بہت سی احادیث ذکر کی ہیں ان میں سے اکثر کو میں یہاں ذکر کر رہا ہوں، چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے عنوان باندھا ہے:

بَابُ تَوْقِيرِ الْعُلَمَاءِ وَالْكِبَارِ وَاَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيمِهِمْ عَلٰى غَيْرِهِمْ وَرَفْعِ مَجَالِسِهِمْ وَاِظْهَارِ مَرْتَبَتِهِمْ.

الف: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

''یعنی آپ کہہ دیجئے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں؟ وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں۔''

ب: حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا.

''یعنی لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا عالم اور قاری ہو، اگر قرآت میں سب برابر ہوں تو جو سنت کا بڑا عالم ہو، پھر اگر سنت میں سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں بھی پہلا ہو

پھر اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔''

ج: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

''یعنی میرے قریب (نماز میں) وہ لوگ کھڑے ہوں جو عقل مند اور سمجھ دار ہوں، پھر جوان کے قریب ہوں پھر جوان کے قریب ہوں۔''

د: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے شہداء کو دو دو کر کے ایک قبر میں رکھتے تھے پھر آپ پوچھتے کہ ان دونوں میں قرآن کریم کا زیادہ حافظ کون ہے؟ جب دو میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے قبلہ رخ قبر میں پہلے لٹاتے۔''

ہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا

(مسلم)

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں اور میرے پاس دو آدمی آئے جن میں ایک بڑا تھا، تو میں نے وہ مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو؛ تو ان میں سے جو بڑا تھا وہ مسواک میں نے اسے دے دی۔''

و: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِكْرَامُ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرَ الْغَالِيْ فِيْهِ وَالْجَافِيْ عَنْهُ، وَاِكْرَامُ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ بڑی عمر والے مسلمان اور قرآن کریم کے حافظ جو اس میں غلو اور جفاء نہ کرتا ہو، اس کا اکرام کیا جائے اور عدل و انصاف والے حاکم کا۔''

ز: حضرت میمون بن ابی شبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنھا کے دروازے پر ایک سائل آیا، آپ نے اسے روٹی کا ٹکڑا دیا (اور وہ چلا گیا) پھر ایک اور سفید پوش سائل آیا تو آپ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا۔ جب آپ سے دونوں میں امتیاز کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اَنْزِلُو النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔

ترجمہ: ''لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق معاملہ کرو۔''

ج: حضرت ابوسعید بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھوٹا بچہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث یاد کرتا تھا لیکن ادب کی وجہ سے مجلس میں بات نہیں کرتا تھا کیونکہ وہاں ایسے حضرات موجود تھے جو مجھ سے بڑی عمر والے تھے۔
(بخاری ومسلم)

لہذا سنت یہ ہے کہ مجلس میں جو عمر کے اعتبار سے بڑا ہو، یا افضل ہو یا بڑا عالم ہو، یعنی مجلس میں ایسا شخص موجود ہو جو دوسروں میں کوئی امتیازی وصف رکھتا ہو، چاہے عمر میں بڑا ہو، یا علم کے اعتبار سے، یا وجاہت یا اہل بیت کے شرف کے اعتبار سے، یا عہدہ ومنصب کے اعتبار سے، یا جہاد فی سبیل اللہ کے اعتبار سے، یا جود وسخاء کے اعتبار سے ہو، تو اکرام کی ابتداء اس سے کی جائے۔''

خلاصہ یہ کہ مہمانی اور اکرام میں سنت یہ ہے کہ کسی امتیازی وصف والے آدمی سے شروع کیا جائے، پھر جو اس کے دائیں جانب ہو، تاکہ دونوں نصوص میں تطبیق ہو جائے، یعنی جن نصوص میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم ہے، یا جن نصوص میں (کَبِّرْ، کَبِّرْ) اور (لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا) اور (اِبْدَؤُا بِالْاَ کَابِرِ) وارد ہوا ہے۔

بعض لوگ نصوص کے سمجھنے میں غلطی کی بناء پر نصوص کو صحیح محل پر حمل کرنے میں کوتاہی کا شکار ہوئے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جو شخص میزبان کے دائیں جانب ہو چاہے کوئی بھی ہو، اس سے شروع کیا جائے اور ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ یہ حکم اس وقت ہے جب مجلس میں موجود سب افراد عمر کے اعتبار سے یا دوسری صفات کے اعتبار سے برابر ہوں تو اس صورت میں جو بھی دائیں جانب ہو

اس سے شروع کیا جائے۔ لیکن اگر وہ سب باقی تمام صفات میں برابر ہوں لیکن ان میں ایک کسی اور جہت سے ممتاز ہو مثلاً عمر میں سب سے بڑا ہو تو اس سے ابتداء کی جائے گی کیونکہ اس وصف کی وجہ سے اسے دوسروں پر فوقیت حاصل ہوگی، لہذا اس وصف کو ترجیح دیتے ہوئے اس شخص سے ابتداء کی جائے گی۔

امام ابن رشد رحمہ اللہ اپنی عظیم کتاب البیان والتحصیل میں فرماتے ہیں:

''اہل مجلس کے حالات اگر ایک جیسے یا قریب قریب ہوں تو ابتداء دائیں طرف سے کی جائے گی۔ مکارم اخلاق میں یہ پسندیدہ طریقہ ہے۔ کیونکہ اس میں کسی کو کسی پر ترجیح کا اظہار نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مجلس میں کوئی عالم ہو، سن رسیدہ یا صاحب فضل ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ اس بڑے سے بتداء کی جائے، چاہیے وہ جہاں بھی بیٹھا ہو۔ پھر اس کی دائیں سے شروع کی جائے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمانے کے بعد اپنے دائیں بیٹھے ہوئے اعرابی کو دیا۔ جب کہ آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا:

اَلْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنَ

تو بائیں جانب والے کو پہلے نہیں دیا جائے گا چاہے وہ دائیں جانب والے کے مقابلہ میں اپنے علم وفضل اور بڑی عمر کی وجہ سے ابتداء کا زیادہ مستحق ہو، الا یہ کی دائیں والے سے اجازت لے کر بائیں والے کو پہلے دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ ایک دفعہ آپ کو پینے کی کوئی چیز پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا آپ کے دائیں جانب ایک بچہ اور بائیں جانب بڑی عمر کے حضرات تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے فرمایا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے ان حضرات کو دے دوں؟ تو لڑکے نے کہا بخدا ہرگز نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی طرف سے پہنچنے والے حصہ پر کسی کو ترجیح

نہیں دیتا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا، جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ اس کا حق ہے۔''

لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ جب مجلس میں کوئی ممتاز شخصیت نہ ہو تو مطلق دائیں طرف سے شروع کرنا ہی شرعی طریقہ ہے جیسا کہ ابھی ابھی ذکر ہوا لیکن اگر مجلس میں کوئی ایسا شخص موجود جس میں کوئی وصف پایا جاتا ہے جسے شارع نے باعث شرف قرار دیا ہے تو بلاشک ابتداء اسی صاحب فضل سے کی جائے گی اور قائل کے اس زعم کے مطابق کہ میزبان شروع کرے جو بھی اس کے دائیں جانب بیٹھا ہو وہ چاہے بچہ ہو، چھوٹا لڑکا ہو، صدر مجلس کا نوکر ہو یا اس کا ڈرائیور ہو، جب کہ مجلس کا سرتاج کبھی بڑا عالم، گورنر دادا یا والد کا صاحب فضل چچا ہوتا ہے تو بتایئے کہ کیا اسلام کے احکام اور آداب اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ ان بزرگان قوم کو چھوڑ کر اکرام اور ضیافت کی ابتداء بچوں خادموں اور ڈرائیوروں سے کی جائے پھر ان کے بعد جوان سے اعلیٰ ہوں یا ان جیسے ہوں ان سے کی جائے؟ حالانکہ کبھی سرتاج مجلس سے پہلے دسیوں چھوٹے لوگ ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں میزبان کبھی دس اور کبھی بیس چھوٹوں کے بعد صدر مجلس تک پہنچے گا۔

اس لیے فقہ اسلام اور آداب اسلام اس سے منزہ ہیں کہ وہ اس بے تربیتی اور فطری ادب کے خلاف کرنے کی اجازت دیں۔

ہاں اگر اہل مجلس میں کوئی چھوٹا ایک عام آدمی خود پانی مانگتا ہے تو وہ مانگنے کی وجہ سے اس بات کا حق دار ہو جاتا ہے کہ اس کی فرمائش پوری کی جائے اور اس سے ابتداء کی جائے، اور اس کے بعد اس کے دائیں جانب والے کو دیا جائے چاہے وہ سب سے زیادہ کم سن یا کم مرتبہ والا ہو اور جب اس چھوٹے کو پانی وغیرہ پیش کیا جائے اور وہ دیکھے کہ اس سے کوئی بڑا اس پانی وغیرہ کی طرف دیکھ رہا ہے اور وہ ایثار کرتے ہوئے اس بڑے سے ابتداء کرتا ہے اور اسلامی ادب کی رعایت کرتا ہے تو اس نے ایک بڑی فضیلت حاصل کر لی، جس سے اس کی چہک مہک بڑھے گی، اور اس کی قدر و منزلت اور ثواب میں اضافہ ہوگا۔

# سلام پھیلاؤ

فیاض الرحمٰن گنجیال

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ہم مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ جو دستور العمل ہمیں قرآن وسنت سے ملتا ہے، اچھی اور پرسکون زندگی گزارنے کا طریقہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے آج ہم اس سے غافل ہیں بلکہ ظلم بالائے ظلم ہم نے اس کو چھوڑ کر غیروں کے طریقوں کو اپنا دستور العمل بنالیا ہے حقیقیت یہ ہے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت میں غور وفکر کریں تو ہمیں ایک مکمل ضابطہ حیات ملتا ہے مثال کے طور پر یہی ایک ''سلام'' ہی لے لیں اگر ہم اس کے فضائل قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کرنا شروع کردیں تو مضمون بہت طویل ہوجائے گا۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔ اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس کا جواب اچھے انداز سے دو یا وہی الفاظ لٹادو

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنی جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی تشریف لائے اور عرض کیا: ''السلام علیک یارسول اللہ آپ نے جواب میں فرمایا: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پھر ایک اور صحابی تشریف لائے اور عرض کیا: ''السلام علیک ورحمۃ اللہ یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا: ''السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں وعلیک فرمایا۔ تو صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! پہلے جو صحابی تشریف لائے ان کے جواب میں آپ نے ایک لفظ کی زیادتی کی اور میرے جواب میں آپ نے وعلیک پر اکتفا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں جس کی ہم زیادتی کرتے چنانچہ ہم نے قرآن کے حکم مطابق جواب بالمثل دینے پر اکتفا فرمایا

اس روایت کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اس حدیث سے ہمیں ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ سلام کے جواب میں ایک لفظ کی زیادتی کرو مثلاً السلام علیک کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمة الله اور السلام علیکم ورحمة الله کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته کہنا چاہیے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ الفاظ کی زیادتی تین الفاظ تک مسنون ہے اس سے زیادہ مسنون نہیں اگر اس پر کسی لفظ کی زیادتی سنت سمجھ کر کی گئی تو یہ بدعت بن جائے گی اور یہ بہت بڑا گناہ ہے وجہ اس کی واضح ہے کہ سلام کا موقع مختصر کلام کا مقتضی ہے اس میں کلام مناسب ہی نہیں کہ مخاطب کو اس سے تکلیف ہو۔ تیسرا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سلام کے جواب میں اگر وعلیک پر اکتفا کیا جائے تو حکم قرآن اَوْ رُدُّوْهَا پر عمل ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ سلام کا جواب واجب ہے اگر جواب نہ دے گا تو گناہ گار ہوگا جبکہ دینے والے کو اختیار ہے کہ جواب میں الفاظ کی زیادتی کرے یا وہی الفاظ لوٹا دے۔ ایک اور حدیث میں حکم دیا گیا ہے: ''آپس میں سلام پھیلاؤ۔'' چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اور تم کامل مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرو کیا میں ایسی بات کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں کہ جس کی وجہ سے تم آپس میں محبت کرو آپس میں سلام پھیلاؤ۔''

قارئین کرام! انسان کا دنیا میں آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایسے اعمال کرے جس کے بدلے اسے جنت ملے تو آپ نے جنت میں داخلے کا سبب ایمان لانا بتلایا ہے اور ایمان اس وقت تک کامل نہیں جب تک آپس میں محبت نہ ہو اور آپس میں محبت بڑھانے کا سبب آپ نے بتلایا کہ سلام پھیلاؤ اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں محبت بڑھانے کا سبب سلام پھیلانا ہے نہ کہ ہیلو! ہائے وغیرہ جیسے بے ہودہ الفاظ کفار نے محنت کر کے ہمارے بچے سے لے کر بوڑھے تک کو اپنے الفاظ رٹا لیے ہیں اور ہم مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ بجائے اپنے نبی کی سنت کو پھیلانے کے انہی کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ ہمیں محبت کے ساتھ آپس میں سلام پھیلانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

# سچے جھوٹ اور جھوٹے سچ

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

☆ سچ ہمیشہ سے موجود ہے بنانا ہمیشہ جھوٹ کو پڑتا ہے۔

☆ جھوٹ کے اپنے پاؤں نہیں ہوتے یہ دوسروں کے پاؤں استعمال کرتا ہے۔

☆ سچ کو ڈھونڈھنا بڑا آسان ہے جہاں چھوڑ کر جائیں برسوں بعد بھی وہیں ملے گا۔

☆ جب بہت سے جھوٹ جمع ہو جائیں تو سچ کا مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں یہی جمہوریت کا بنیادی اصول ہے۔

☆ ہم کبھی جھوٹ نہ بولیں اگر ہمیں یہ فکر نہ ہو کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا کہیں گے۔

☆ جو شخص آپ کے لیے جھوٹ بول سکتا ہے وہ آپ کے خلاف بھی بول سکتا ہے۔

☆ آدھی سچائیاں مکمل جھوٹ ہوتی ہیں۔

☆ جھوٹ کے بارے میں پتہ لگانا آسان ہے اگر سچ کے بارے میں علم ہو۔

☆ جھوٹے کو کوئی سچا ہی پکڑ سکتا ہے، اس لیے کم ہی کوئی پکڑا جاتا ہے۔

☆ لوگ چھوٹے جھوٹ کی نسبت کسی بڑے جھوٹ پر ہمیشہ جلدی یقین کر لیتے ہیں۔

☆ بڑے آدمی کبھی چھوٹے جھوٹ نہیں بولتے۔

☆ سچ اب اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ لوگ جھوٹ کا مقابلہ صرف بڑے جھوٹ سے کر سکتے ہیں۔

☆ پہلے لوگ جھوٹ بولنے سے پہلے سوچتے تھے، اب سچ بولنے سے پہلے سوچتے ہیں (اور پھر نہیں بولتے)

☆ سچ کبھی کڑوا نہیں ہوتا، قصور ہمارے منہ کے ذائقے کا ہوتا ہے۔

☆ ایسے کسی شخص کی بات پر اعتماد نہ کریں

O جو نشے میں ہو O اسے کسی سے محبت ہو

O .....بھوکا ہو..... یا O .....کسی عہدے کا امیدوار

http://islamicurdubooks.net

☆ صداقت ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، اس لیے اسے ہمیشہ بچا بچا کر رکھیں۔

☆ سچ بولنے کا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو یہ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ آپ نے کب، کس کو، کیا کہا تھا؟

☆ سفید جھوٹ بولنے والوں کے دل اکثر سیاہ ہوتے ہیں۔

☆ لوگ سچ بولنے کے لیے تو تیار ہو جاتے ہیں، سننے کے لیے نہیں۔

☆ جھوٹ بولنے کے لیے دو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے.....ایک بولنے والا، دوسرا سننے والا۔

☆ ایسے پیشے تو بے شمار ہیں جن میں جھوٹ بولے بغیر چارہ نہیں، مگر ایک بھی ایسا نہیں جس میں سچ کے بغیر گزارا نہ ہوتا ہو۔

☆ اچھا جھوٹ ہمیشہ سچ کی اوٹ لے کر بولا جاتا ہے۔

☆ ہر وہ شخص اپنے آپ کو سچا کہلانے کا حق رکھتا ہے جس کا جھوٹ پکڑا نہ گیا ہو۔

☆ سچ بولنے والا جتنا چھوٹا ہو سننے والے کو اتنا ہی زیادہ کڑوا لگتا ہے۔

☆ جھوٹ اور منافقت ایک دوسرے کے سائے میں پلتے ہیں۔

☆ سچ ہر بیوقوف بول سکتا ہے، عقل کی ضرورت جھوٹ بولنے کے لیے پڑتی ہے۔

☆ جو آدمی سچ کا سامنا کرنے سے نہیں گھبراتا، وہ کبھی جھوٹ سے بھی نہیں ڈرتا۔

☆ سب سے ظالم جھوٹ، خاموش رہ کر بولے جاتے ہیں۔

☆ حق ہمیشہ تین مرحلوں سے گزرتا ہے پہلے اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، پھر اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور آخر میں کہا جاتا ہے، یہ تو روز روشن کی طرح عیاں تھا۔

☆ سچ ابھی تیار ہو رہا ہوتا ہے کہ جھوٹ دنیا کا چکر لگا کر واپس بھی آ جاتا ہے۔

☆ ہمیشہ سچ بولیں، اگر آپ ہمیشہ سچ نہیں بول سکتے تو جھوٹ نہ بولیں۔

☆ جھوٹ بھی خوب ہے، ایک طرف مکھن لگائیں تو تعریف دونوں طرف لگا دیں تو خوشامد بن جاتا ہے۔

http://islamicurdubooks.net

# کیا لکھیں؟ کیسے لکھیں؟

فوزیہ چوہدری

یہ ایک وسیع عنوان ہے کہ کیا لکھیں؟ اور اس سے اہم یہ ہے کہ کیسے لکھیں؟ ہماری سوسائٹی میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دوسروں کے جذبات کا احساس کرتے ہیں مگر افسوس کہ وہ اسے قلم بند نہیں کر سکتے وہ معاشرے میں ہونے والی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانا چاہتے ہیں مگر اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتے۔ اس لیے وہ آواز ہمیشہ کے لیے دب کر رہ جاتی ہے۔

کالم نگار بننے کے لیے انسان کو سب سے پہلے حالات حاضرہ سے باخبر ہونا ضروری ہے اور پھر تحریر کی خوش اسلوبی سے واقفیت، انداز تفہیم عمدہ ہونا چاہیے فکر و نظر اور حالات کی ہم آہنگی کیسے ایک پٹڑی پر چلانی ہے اس کے لیے اپنے قارئین کی رہنمائی کیسے کی جا سکتی ہے۔ ان گتھیوں کو سلجھانے کا ہنر آنا چاہیے ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے کہ سارا زور لگا کر حکومت وقت کو نشانہ تنقید پر رکھ لیا جاتا ہے اور بس!

تنقید کرنا کالم نگار کا فرض نہیں بلکہ حق ہے کیونکہ بیسویں صدی میں تنقید سے ہی دوسروں کی اصلاح کی جا رہی ہے میں نے لاتعداد کالم مضمون اور کہانیاں لکھی ہیں مگر کامیابی انہی کو ملی ہے جن میں تنقید کی گئی تھی لکھتے وقت ہمیشہ نئی چیز کو اجاگر کیا جائے مثلاً مہنگائی، لوڈ شیڈنگ اب پرانی باتیں ہیں اسی لیے نئے مسائل نکالیں جن کو حل کرنا مشکل ہو اس سے شہرت ملے گی۔

اس کی مثال ہمیشہ ہمارے سامنے رہے گی بابا حیدر زمان جن سے آج دنیا واقف ہے پہلے انہیں کوئی جانتا تک نہیں تھا انہوں نے ہزارہ کے مسئلے کو ابھارا تو انہیں شہرت ملی۔

آپ کہانی لکھنا پسند کرتے ہیں تو اپنے اردگرد لوگوں سے ملیں آپ کو ڈھیروں کہانیاں

http://islamicurdubooks.net

ملیں گی انہیں کہانی کا روپ دیں لوگوں کی دلچسپی اس سے زیادہ ہوگی۔

اگر مضمون لکھنا ہے تو ہمیشہ ایسا عنوان رکھیں جو پہلے کسی نے نہ پڑھا ہو کیونکہ لوگ ہمیشہ وہی چیز پڑھتے ہیں جو نئی اور منفرد ہو نئے مسائل واضح کریں کیونکہ اس مضمون پڑھنے والے دلچسپی لیں گے اگر کالم لکھنا ہے تو اپنے اردگرد مسائل اور پریشانیاں لکھیں کیونکہ معاشرے کے مسائل لکھنا کالم نگار کا فرض ہے۔

اگر آپ لوگوں اور خدا کی نظر میں اچھا ہونا چاہتے ہیں تو ہمیشہ کاغذ اور قلم کا ادب کریں جو لکھیں حق اور سچ لکھیں پہلے بھی کہا کہ تنقید کالم کا حصہ ہوتی ہے مگر تنقید ہمیشہ حق پر ہو بلاوجہ تنقید نہ کریں دانشور کہتے ہیں کہ پہلے اصلاح پھر تنقید مگر میں کہتی ہوں پہلے تنقید پھر اصلاح اگر کسی کی شخصیت پر مضمون لکھنا ہے تو پہلے ان کا نام نہ لکھیں دو تین لائنوں کے بعد ان کا نام لکھیں کیونکہ اس سے پڑھنے والوں کو سسپنس ہوگا۔

اگر آپ نے کوئی کتاب لکھنی ہے تو اس کا نام کسی اچھے شاعر یا ادیب سے رکھوائیں تجربہ ہے میں خود وہ کتاب نہیں پڑھتی جس کا نام صحیح نہ ہو۔ اگر کتاب کا نام صحیح ہوگا تو ہر کسی کی توجہ خود بخود اس کی طرف جائے گی۔

ہمیشہ چھوٹے چھوٹے مضمون پر مشتمل کتاب ہونی چاہیے اکثر کامیاب کتابیں وہی ہیں جو مختصر عنوانات پر مشتمل ہوتی ہیں آسان الفاظ کا انتخاب کریں کیونکہ مشکل الفاظ سے پڑھنے والوں کو دشواری ہوتی ہے اور وہ کتاب بند کرنا ہی ضروری سمجھتے ہیں۔

خاص مشاہدہ تو مجھے بھی نہیں ہے مگر جتنے تجربے میں نے کیے وہ لکھ دیے۔ ایک خاص بات میں نے اس کالم میں بھی تنقید کی ہے اور وہ ڈھونڈھنا آپ کا کام ہے کہ تنقید کہاں پر ہوئی ہے؟

https://islamicurdubooks.net

# اہل السنّت کی نشانیاں

مولانا عابد جمشید

**اللہ نے قلم سے تقدیر لکھوالی ہے:**

امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے آخری وقت اپنے متعلقین اور شاگردوں کو جمع کر کے اہل سنت کے عقائد بیان کیے اور ان کو اہل سنت کی نشانیاں قرار دیا ان علامات میں سے دسویں علامت یہ ہے کہ ہم اہل السنّت والجماعت اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ نے قلم سے صحیفہ تقدیر لکھوالیا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ الْقَلَمَ بِاَنَّ اُکْتُبْ ! فَقَالَ الْقَلَمُ مَاذَا اَکْتُبُ یَارَبِّ؟ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُکْتُبْ مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ.“

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو (تقدیر) لکھنے کا حکم دیا اور قلم سے فرمایا: اے قلم لکھ قلم نے پوچھا اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قیامت آنے تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ تمام باتیں لکھ دے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اس عقیدے کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورۃ القمر ۹)

ترجمہ: انسان جو بھی عمل کرتے ہیں وہ ان کے نامہ اعمال میں محفوظ کر دیا جاتا ہے اور ہر چیز خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے۔

لوح محفوظ کے بارے میں جو روایات منقول ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کر کے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے وہ تمام کا تمام درج کر دیا ہے لوح محفوظ کے مندرجات کو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ ہر انسان جو عمل کرے گا کون نیک بخت ہوگا اور کون سیاہ بخت یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہیں۔

قلم کی تخلیق نور سے ہوئی اور اسے تمام مخلوقات میں سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ مسئلہ تقدیر کی حقیقت اور اس کے بارے اہل السنّت کا موقف گزشتہ اقساط میں لکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مسئلہ تقدیر پر جو اعتراضات اور شبہات وارد ہوتے ہیں ان کا جواب بھی وہیں لکھ دیا گیا تھا اسے دوبارہ دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حکموں کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

# تحفظ ختم نبوت اور اہل حق کی قربانیاں

ابو طاہر حنفی، مظفر آباد

حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے جہاں بہت سارے عقائد ونظریات، عزائم وافکار کا اظہار واقرار ضروری ہے وہیں مسئلہ ختم نبوت کا اقرار واظہار بھی ضروری ہے آقا نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کا مسئلہ اسلامی عقائد ونظریات کا وہ بنیادی پتھر ہے کہ جس کے بغیر اسلامی عمارت کا قیام صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن اور محال ہے۔

اگر ایک لمحہ کے لے بھی عقیدہ ختم نبوت سے چشم پوشی کر لی جائے تو پورے کا پورا دین ایک افسانہ بن کر رہ جائے گا یہ عظیم الشان عقیدہ جس پر خود آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی قسم کی نرمی اور چشم پوشی والا انداز اختیار نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے لشکر اسلام کو روانہ فرمایا یہ لشکر آپ کے وصال کے باعث چند ہی منزلوں پر رُک گیا اور جلیل القدر صحابہ کرام نے جانشین رسول خلیفہ اول بلافصل سیدنا صدیق اکبر سے اس لشکر کو واپس مدینہ بلوانے کی درخواست اور تحویز دی تو جانشین پیغمبر سیدنا صدیق اکبر نے جواب میں وہ تاریخی کلمات ارشاد فرمائے جن سے ان کی جلالت وعظمت اور اعلیٰ ایمانی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

''واللہ! میں ہرگز اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہو چاہے مدینہ کے جنگلی درندے ہی کیوں نہ آ کر مجھے نوچنے لگ جائیں۔''

مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جہاں تک قربانی دینے کی بات ہے تو تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں برپا ہونے والی جنگ (جس کو جنگ یمامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) میں ہزاروں صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا جن میں ساڑھے سات سو وہ صحابہ کرام تھے جو قاری القرآن کہلاتے تھے۔

الغرض! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جب بھی جانی، مالی قربانی کی ضرورت پڑی تو جانثاران ختم نبوت نے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ جب مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کے ایماء پر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور انگریزی حکومت کے تعاون سے مسلمانوں کے گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی اور ختم نبوت کے اہم اور عظیم الشان منصب پر حملہ آور ہو کر جہنم کا ایندھن بنا اور مسلمانان ہند کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا تو قافلہ اہل حق اس کے مقابلے میں آ گیا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سینہ سپر ہو گیا۔

تحفظ ختم نبوت کی خاطر جانثاران ختم نبوت کو کٹھن مراحل اور مشکل حالات سے گزرنا پڑا لیکن اللہ نے کامیابی و کامرانی ان کے مقدر میں لکھ دی تھی اس قافلے کو سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت حاصل تھی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے نڈر انسان اس قافلے کے قائد تھے مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم وعمل کے پیکر اس کارواں کے شہسوار تھے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مشکلات ومصائب اور قربانیوں کا یہ سفر طے ہوتا رہا یہاں تک کہ لاہور کی سڑکیں شمع رسالت کے پروانوں کے خون سے رنگین ہوئیں مگر قافلہ حق کی رفتار میں کمی نہ آئی ختم نبوت کا یہ کاروان بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف بڑھتا رہا بڑھتا رہا..... بالآخر مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں یہ کارواں پاکستان کی قومی اسمبلی میں پہنچ گیا..... سات اکتوبر ۱۹۷۴ء کو نوے سال کی عظیم جہد مسلسل اور شہداء کا خون رنگ لایا اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو امت مسلمہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا گیا اور اس بات کا اعلان کیا کہ ”قادیانیت جدا مذہب ہے اسلام جدا مذہب ہے قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔“

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی اسلام کے خلاف کوئی فتنہ سر اٹھاتا ہے اور اسلام کی اصلی شکل کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس فتنے کا سر کچلنے کے لیے جب کوئی اہل حق کا قافلہ میدان

میں آتا ہے تو اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں اسے بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کے پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں باطل کا تعاقب کرنے والوں کو جھگڑالو، تشدد پسند، فرقہ واریت کے علمبردار اور تنگ نظر گروہ کے القابات دے کر اپنا مشن وموقف ترک کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے لیکن اہل حق کا قافلہ باوجود اس کے صراط مستقیم پر گامزن اور دین اسلام کی نشر واشاعت اور تحفظ شعائر اللہ میں مصروف عمل رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قافلہ حق کی قربانیاں قبول فرمائے۔ آمین

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر باوجود اس کے میں مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا


ہماری منفرد طبی تحقیقات

جس سے ماڈرن میڈیکل سائنس یورپ، امریکہ، روس اور چین تاحال بے خبر ہیں

نسخہ تحفہ بدن

جسمانی کمزوری کا جواہرات میں تُلنے والا تجربہ شدہ علاج
اس سے مریل، سوکھے سڑے بدن شگفتہ وتر وتازہ دھنسے
ہوئے زرد چہرے سیب کی طرف گول وپر بہار ہو جاتے ہیں

دھلی دواخانہ قائم شدہ 1980ء

24 گھنٹے ہیلپ لائن میڈیسن منگوانے کے لیے: 0333-7494839

دسویں قسط

# ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم

کچھ عرصہ قبل خواجہ قاضی نے دولت بیگم کے ایماء پر بابر کے چچا سلطان احمد مرزا کی طرف جو چار رکنی وفد اس پیغام کے ساتھ بھیجا تھا کہ (وہ یا تو بابر کو اپنا داماد سمجھتے ہوئے فرغانہ اس کو بخش دے یا دوسری صورت میں اسے فرغانہ اپنے ایک باجگزار نمائندے کے طور پر سونپ دے) وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا۔ ادھر آخشی میں اپنے والد عمر شیخ مرزا کی تدفین کے بعد بابر مستقبل کے خیالات میں غلطاں و پیچاں اندرجان کی طرف لوٹ پڑا تھا۔ سمندر کی سرکش و بے قرار موجوں کی طرح اس کے خیالات ایک دوسرے سے دست و گریباں تھے۔

اندرجاں پہنچ کر بابر نے گرد و نواح کے معروضی حالات کا جائزہ لیا اور امور سلطنت کی انجام دہی میں منہمک ہو گیا۔ اس وقت اگرچہ وہ اپنی عمر کے بارھویں سال میں قدم رکھ چکا تھا مگر سمجھ بوجھ اور معاملہ سنجی کے اعتبار سے وہ اپنی طبعی عمر سے کہیں بڑا دکھائی دیتا تھا۔

بابر اپنے چچا سلطان احمد مرزا کے مزاج کو خوب جانتا تھا اسے معلوم تھا سلطان احمد مرزا فرغانہ پر شب خون مارنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گا۔ بنابریں وہ اندرجاں پہنچتے ہی چچا کی طرف سے مسلط کی گئی جنگ سے نبرد آزما ہونے کے لیے فوجی تیاریوں میں منہمک ہو گیا

یہ بات بابر کے علم میں تھی کہ اندرجاں کی جنوبی سمت بہنے والا دریا اندرجان کے لیے ایک فصیل کا کام دیتا تھا کیونکہ اس کی تہہ میں ہر وقت اس قدر کیچڑ موجود رہتا تھا کہ دشمن کا اسے عبور کر کے اندرجاں پر حملہ آور ہونا اپنی جان کو داؤ پر لگانے کے مترادف تھا۔ عمر شیخ مرزا کے حین حیات ایک مرتبہ سلطان احمد مرزا اس قسم کی حماقت کر بیٹھا تھا۔ مگر اسے بالآخر منہ کی ہی کھانا پڑی تھی اس مرتبہ بھی اگر اس نے اندرجاں پر شب خون مارنے کے لیے دریا کو عبور کرنے کی حماقت کی تو

اسے اپنی فوج کو ہلاکت میں ڈالنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ دریا کو عبور کرنے کیلیے اس پر صرف ایک ہی پل موجود تھا جس سے گذر کر اندر جاں آیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ اسے عبور کرنے کا اور کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔

بابر نے کوئی وقت ضائع کئے بغیر اپنی فوج کو دریا کی طرف کوچ کا حکم دیے دیا۔ سلاخ قاسم اور حسن یعقوب کے علاوہ عمر شیخ مرزا کے دور کے کئی قابل اعتماد امیر بھی اس کے ہم رکاب تھے۔ اپنی عدم موجودگی میں بابر نے خواجہ قاضی کو اندر جاں میں اپنے نائب کے طور پر چھوڑا تا کہ وہاں وہ شہر کے نظم ونسق کو قائم رکھے۔

دریا کے ساحل سے کچھ فاصلے پر بابر نے اپنی فوج کو خیموں کی تنصیب کا حکم دیا اور اسے یہ ہدایت بھی کی کہ ساحل اور خیموں کے درمیان ایک بڑا سا میدان رزم گاہ کے طور پر چھوڑ دیا جائے اس کے ساتھ ہی تیراندازوں کا ایک دستہ دریا پر موجود اکلوتے پل کی نگرانی پر مامور کر دیا۔

قاسم سلاخ اور حسن یعقوب بڑے پر جوش نظر آ رہے تھے ادھر ادھر گھوم پھر کر خیموں کی تنصیب کی نگرانی کر رہے تھے۔ دریا کا دوسرا کنارہ ابھی تک بھائیں بھائیں کر رہا تھا سلطان احمد مرزا کی فوج کا دور دور تک کوئی نشان نہیں مل رہا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ خطرہ ٹل گیا تھا کئی دنوں تک دوسرا کنارا ویران رہا مگر ایک دن.....ایک دن سورج ابھی نمودار ہی ہوا تھا کہ دوسرے کنارے پر بہت دور سے گرد وغبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ سلطان احمد مرزا حسب توقع بھاری فوج کے ساتھ آن پہنچا تھا۔

بابری فوج کے سردار بڑے انہماک اور تجسس سے غنیم کے لشکریوں کو دیکھ رہے تھے جو خیموں کی تنصیب میں منہمک تھے۔ خواجہ قاضی کے سلطان احمد مرزا کی طرف بھیجے گئے قاصد ابھی تک نہیں لوٹے تھے اور نہ ہی اب تک ان کے لوٹنے کی کوئی وجہ معلوم ہو سکی تھی۔

سورج ابھرا چڑھا ڈھلا اور پھر ڈوب گیا کچھ ہی دیر میں اندھیرا اتر آیا۔ دریا کے دونوں کناروں پر تا حد نظر آگ کے الاؤ جل اٹھے۔ حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے مہیب اندھیرے کو چیرنے کی

ناکام کوشش کرنے لگے۔لوگ حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے ٹولیوں کی صورت میں آگ کے الاؤں کے گرد بیٹھ کر خوش گپیوں میں مصروف نظر آنے لگے۔کچھ منچلے نوجوان اِدھر اُدھر پھدکتے پھر رہے تھے۔جوں جوں رات ڈھلتی چلی گئی الاؤں کے گرد جمی محفلیں بھی جمی برف کی طرح پگھلتی چلی گئیں۔اب صرف پہرے داروں کی ''جاگتے رہنا'' کی آوازیں ہی کبھی کبھی سنائی پڑنے لگیں۔

دریا کے دونوں کناروں پر خیموں کے شہر بسے ہوئے تھے۔صبح ہوئی تو زندگی ایک مرتبہ پھر جاگ اٹھی دونوں طرف کے چاق و چوبند فوجی نوجوان بڑے پر جوش نظر آ رہے تھے۔بابر کے گرداگرد اس کے امیروں اور مشیروں کی محفل جمی ہوئی تھی جنگی معاملات پر بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری تھا۔خواجہ قاضی کی طرف سے سلطان احمد مرزا کی طرف بھیجے جانے والے قاصدوں سے متعلق بھی گفتگو کا سلسلہ چل نکلا تو حسن یعقوب کہنے لگا:

''اب تک انہیں آ جانا چاہیے تھا۔سلطان احمد مرزا جیسے لوگوں سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ اس نے انہیں بندی خانے میں ڈال دیا ہو۔ورنہ وہ خواجہ قاضی کی پیشکش کا کوئی نہ کوئی جواب لے کر لوٹ آتے۔''

سلاخ نے حسن یعقوب کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ''مجھے قوی یقین ہے کہ سلطان احمد مرزا اس حد تک نہیں گر سکتا کہ وہ شاہی قاصدوں کو قید کر لے۔''

ابھی سلاخ کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک غلام دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا:

''دریا کے پل کی نگرانی پر مامور سپاہیوں کا کہنا ہے کہ چار گھڑ سوار پل کی جانب بڑھتے چلے آ رہے ہیں شاید کہ وہی شاہی قاصد ہیں جنہیں محترم خواجہ قاضی نے سلطان احمد مرزا کی طرف بھیجا تھا۔''

سلاخ، حسن یعقوب اور قاسم شاہی خیمے سے باہر نکلے اور پل کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ابھی کچھ ہی دور گئے تھے کہ انہیں چار گھڑ سوار اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دے۔وہ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ وہی چار لوگ تھے جنہیں خواجہ قاضی کے پیغام کے ساتھ سلطان احمد مرزا کی طرف بھیجا گیا تھا۔پس انہیں فی الفور بابر کے خیمے تک لے جایا گیا۔ان چاروں کی ہیئت کذائی

سے یہ لگ رہا تھا کہ ان کے پاس سنانے کے لیے کوئی اچھی خبر نہ تھی۔ ان کے لٹکے ہوئے چہروں پر ناکامی کی داستان رقم تھی جسے چہرہ شناس لوگ باآسانی پڑھ سکتے تھے۔ اگرچہ پوچھنے کے لیے اب کوئی وجہ باقی نہیں رہی تھی مگر حسن یعقوب نے بالآخر پوچھ ہی لیا:

''یونہی گُم صُم کھڑے رہو گے یا منہ سے کچھ پھوٹو گے بھی!!!؟ صاف صاف بتاؤ کہ خواجہ قاضی کے بھیجے گئے پیغام کا سلطان احمد نے کیا جواب دیا؟

وفد کے سربراہ نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے کہا:

''سلطان احمد مرزا تو مائل بہ کرم تھا مگر اس کے امیروں نے اس کی ایک نہ چلنے دی۔ وہ لوگ دولت فرغانہ کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے تھے گویا کہ انہیں عمر شیخ مرزا اور اس کے خانوادے سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ انہوں سلطان احمد مرزا کو انگیخت کیا کہ اگر عمر شیخ مرزا زندہ ہوتا تو اور بات تھی مگر اب ایک بارہ سالہ لڑکے کو فرغانہ کا والی مان لینا قرین مصلحت نہیں ہے۔ عمر شیخ مرزا کی موت نے ہمارا کام بہت آسان کر دیا ہے بابر جیسے کچی عمر کے لڑکے کو ہمارے مقابلے میں تاب مقاومت کہاں ہے؟؟ اس سے پہلے کہ خاقانِ اعظم فرغانہ پر شب خون مارے ہمیں اس پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ اگر ہم نے مصلحت آمیزی سے کام لیا تو پھر سوائے پچھتاوے کے ہمارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔ صحیح وقت پر صحیح فیصلہ کرنا ہی دانش مندی ہے جو لوگ وقت کا ساتھ نہیں دیتے وقت بھی ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ ہم نے دیکھا کہ سلطان احمد مرزا اپنے امراء کے سامنے بے بس دکھائی دے رہا تھا بالآخر اس نے ہمیں ٹکا سا جواب دے دیا۔''

قاصد خاموش ہوا تو بابر نے دیکھا کہ اس کے امراء کچھ بجھے بجھے سے اور پژمردہ دکھائی دے رہے تھے۔ ایک لمحے کے لیے اس کا متھا ٹھنکا مگر فوراً ہی اس نے اپنی دلی کیفیت پر قابو پا لیا اور پھر بڑے تحمل کے ساتھ اپنے امراء سے یوں مخاطب ہوا:

''کیا تم بھی سلطان احمد مرزا کے درباریوں کی طرح ہی سمجھتے ہو کہ ایک بارہ سالہ لڑکا وادی جنت نظیر فرغانہ کا دفاع کیونکر کرے گا جب کہ اس کے دائیں بائیں دو طاقت ور غنیم اس کا تیا پنچا کرنے کے لیے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ یہ مانا کہ ہماری عسکری قوت ان کے مقابلے میں ہیچ ہے

مگر جنگیں صرف عسکری قوت کے بل بوتے پر نہیں جیتی جاتیں بلکہ قوت ارادی عزم صمیم اور جرات مردانہ جیتنے کا باعث بنتی ہیں۔

کیا تم بھول گئے ہو کہ چنگیز خان جیسے نو سالہ بچے نے کہ جس کی عسکری قوت صرف چار چھوٹے چھوٹے بچے تھے ترغاطائی طاقتور غنیم کہ جس کے پاس تیس ہزار وحشی نفوس پر مشتمل فوج تھی ناکوں چنے چبوا دیے تھے ترغاطائی سمجھتا تھا کہ وہ ننھے منھے چنگیز خان کو چیونٹی کی طرح اپنے پاؤں تلے مسل دے گا مگر چنگیز خان کی قوت ارادی نے ترغاطائی کو وہ دن دکھایا کہ جب وہ چنگیز خان کے پاؤں کے تلوے چاٹ رہا تھا۔ چنگیز خان کی طرح ہمیں بھی اپنے حوصلے بلند رکھنے چاہییں۔ سلطان احمد مرزا کی جارحانہ یلغار ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔''

حسن یعقوب اچانک کھڑا ہو گیا اور اس نے امراء کو غیرت دلاتے ہوئے کہا:

''اگر ہم آج اپنے بارہ سالہ سلطان کا اس نازک وقت میں ساتھ نہیں دیں گے تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارے لیے بھی بظاہر اب کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔''

والی فرغانہ کے دربار کے سوا ہمیں اور کوئی ایسا دربار نظر نہیں آتا کہ جہاں ہم اسی شان اور آن بان کے ساتھ زندگی گزار سکیں کہ جس شان کے ساتھ ہم یہاں زندگی گزار رہے ہیں۔ نہ تو ہماری جگہ سلطان احمد مراز کے دربار میں ہوگی اور نہ ہی خاقان اعظم کے دربار میں۔ کیونکہ ان کے درباری ہمیں ان کے پاس تک نہیں بھٹکنے دیں گے لہذا ہماری زندگی ہماری موت ہمارا عز و شرف اور ہماری عزت و ناموس صرف اور صرف والی فرغانہ کے دربار ہی سے وابستہ ہے سلطان بابر کا یہ کہنا عین سچ ہے کہ جنگیں صرف عسکری قوت کے بل بوتے پر نہیں جیتی جا سکتیں۔ آؤ! آج ہم عہد کریں کہ ہم اپنی آخری سانسوں تک اپنے مادر وطن کا دفاع کریں گے ہم غنیم کو بتا دیں گے کہ جس دیس کے جوانوں کی خودی مانند فولاد ہوتی ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔''

پہلے بابر اور بعد ازاں حسن یعقوب کی جوشیلی تقریر نے مردہ دل امراء کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیا اور سب حاضرین نے بیک زبان کہا کہ ''وہ سلطان احمد مرزا اور اس کی فوج کو دریا عبور نہیں کرنے دیں گے۔ ہم ہر قیمت پر مادر وطن کا دفاع کریں گے۔ اپنے خون کا آخری قطرہ اپنے مادرِ وطن پر نچھاور کریں گے۔ دریا کی دلدلی تہ جارح فوج کا مدفن ثابت ہوگی۔

(جاری ہے)

# بہو کی ذمہ داریاں

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

بہو کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس آنے والی لڑکی نے بھی بہت ساری باتوں کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ وہ ایک نئے گھر میں آئی ہے اور اس نئے گھر میں اسے اپنی حیثیت منوانے کے لیے یقیناً بہت زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔

## ساس کو اپنی دشمن نہ سمجھے!

بہو ہمیشہ ایک موٹی سی بات یہ سوچے کہ ساس اگر میری دشمن ہوتی تو مجھے اپنے گھر میں لاتی ہی کیوں؟ جب اس نے مجھے اپنے بیٹے کے لیے پسند کیا اور بہو بنا کر لائی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ میری دشمن نہیں بلکہ میری محسنہ ہے اس کا میرے اوپر احسان ہے کہ اتنا اچھا بیٹا ذمہ دار اور سمجھ دار اس کے لیے اس نے مجھے بیوی کے طور پر منتخب کیا۔ اگر وہ ''نہ'' کر دیتی تو یہ رشتہ نہ ہو سکتا، اگر یہ رشتہ ہوا ہے تو اس میں ساس کا میرے اوپر احسان ہے جب بہو ذہن لے کر آئے گی کہ ساس میری محسنہ ہے تو یقیناً وہ گھر میں آ کر اس ساس کو ساس نہیں سمجھے گی بلکہ اپنی ماں سمجھے گی اور ماں کے سمجھنے سے ہی سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

## ماں بیٹے کی محبت میں کمی نہ آنے دے:

پھر بہو کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ میرے آنے سے پہلے یہ ہنستا بستا گھر تھا، ماں تھی، بیٹی تھی، بیٹا تھا، خاوند تھا، آپس میں محبت پیار سے رہ رہے تھے اس بیٹے کو ماں نے محبتوں سے پالا، یہ ماں کے ساتھ اتنا زیادہ Attach (مانوس) تھا، اب میں اس گھر میں نئی آئی ہوں تو اس بیٹے کو اپنی ماں سے الگ نہیں کرنا، مجھے اس بیٹے کو اپنی ماں سے دور نہیں کرنا، میرے خاوند کے لیے یہ جنت ہے۔ اس کے قدموں میں اللہ رب العزت نے میرے خاوند کے لیے جنت بنائی ہے۔ لہذا میں نے ہمیشہ ان کو Respect (عزت) دینی ہے اور ان کی خدمت کو مجھے اپنے لیے

سعادت سمجھنی ہے، جب بہو یہ سمجھے گی تو یقیناً وہ ماں بیٹے کی محبت میں کیل نہیں ٹھونکے گی، وہ بوڑھی ساس کو ستائے گی نہیں۔

بلکہ اگر خاوند اس کے ساتھ بہت زیادہ وقت گزارے اور اپنی ماں اور بہن بہت ہی چھوڑے رہے تو بہو کو یہ چاہیے کہ اپنے خاوند کو سمجھائے کہ اپنے ماں باپ کو Ignore (نظرانداز) کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ اگر اس کا سگا بھائی اپنے ماں باپ سے لاپرواہی برتتا تو اس کو کتنا برا لگتا اب اس کا خاوند اگر ماں باپ کو Ignore (نظرانداز) کر رہا ہے تو پھر اس کو کیوں اچھا لگتا ہے؟ تو بیوی کو چاہیے کہ وہ بھی یہ بات سمجھائے، تاکہ اس کا خاوند ماں باپ کے ساتھ وہی محبتیں رکھے جو شادی سے پہلے تھیں۔

ساس سے لاپرواہی نہ برتے:

کئی جگہوں پر دیکھا، ساس بوڑھی ہے نند گھر میں نہیں تو پھر بہو گھر آتے ہی شیرنی بن جاتی ہے اور ساس کو ignore کرنا شروع کر دیتی ہے۔

کئی جگہوں پر ہمیں یہ خبر ملی کہ ساس کو اپنے وقت پر کھانا بھی نہیں دیا جاتا۔ بس خاوند کو قابو کر لیتی ہیں اور اس کے بعد ساس کو ایک بڑھیا سمجھ کر کمرے کے ایک کونے میں پڑی رہنے دیتی ہے۔ یہ چیز انتہائی بری ہے شریعت نے ساس اور سسر کو ماں اور باپ کو درجہ دیا ہے آنے والی بہو یہ سوچے کہ اگر اس بوڑھی عورت کی میں خدمت کروں گی تو میں اپنے خاوند کو بھی راضی کروں گی اپنے خدا کو بھی راضی کروں گی۔ اب اس کے لیے اپنی ساس کی خدمت کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔

ساس کا دل خوش کرنے کی کوشش کرے:

بہو کو چاہیے کہ ایسے مواقع تلاش کرے کہ وہ اپنی ساس کا دل خوش کر سکے، بعض کام بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن اگر کسی کو Personal attention (ذاتی توجہ) دی جائے تو دوسرے بندے کے دل میں جگہ بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر: اگر ساس کوئی میڈیسن استعمال کرتی ہے تو وقت کے اوپر اس کو میڈیسن دے دینا، احتیاطی کھانا کھاتی ہے تو وہ بنا کر دے

دینا، وضو کا پانی گرم کر کے دے دینا، مصلی بچھا کر دینا، یہ ان کے چھوٹے چھوٹے کام ہوں گے لیکن جب بہو ان کاموں کو کرے گی تو وہ سمجھے گی کہ یہ بہو نہیں میرے گھر کی بیٹی ہے تو یقیناً ساس کا رویہ بہو کے ساتھ ماں جیسا ہو جائے گا۔ یہ بہو کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ نئے گھر میں جا کر ساس کے دل میں اپنی جگہ بنائے۔ بعض اوقات چھوٹے چھوٹے کاموں سے انسان دوسرے کا دل موہ لیتا ہے چنانچہ ایسے مواقع کو تلاش کرنا چاہیے کہ جس سے انہیں یہ محسوس ہو کہ یہ بیٹی بن کر ان کی ذاتی خدمت کو بھی اپنی سعادت سمجھتی ہے۔

## ساس کے تجربات سے فائدہ اٹھائے:

بلکہ بہو کو چاہیے کہ کوئی بھی کام کرنا ہو تو ساس کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے بلکہ اس سے مشورہ کر لیا کرے۔ یہ سوچے کہ اگر میں اپنی ساس امی سے پوچھ کر، مشورہ کر کے کام کروں گی تو یقیناً میں غلطیاں کم کروں گی، جب بغیر مشورہ کے کام کروں گی تو کوتاہیاں زیادہ کروں گی۔ لہذا ساس کے مشورہ سے کام کرنا چاہیے۔ اس کے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے بلکہ اس کے تبصرہ سے سبق سیکھنا چاہیے کہ میں نے ایسے پکایا اور دسترخوان لگایا، اور میری ساس نے ایسے کہا تو اچھا میں نے آج کے بعد ایسے نہیں کرنا۔

## ساس کو ہرانا ماں کو ہرانے کے برابر سمجھے:

اور ایک بڑی اہم بات یہ کہ اگر کھینچا تانی کا ماحول بن گیا اور یہ بہو جیت بھی گئی تو یہی سمجھے کہ میں اپنی ماں کو ہرا چکی ہوں۔ جب بہو نے یہ ذہن میں رکھا کہ اس کھینچا تانی میں ساس کو ہرانے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی ماں کو ہرا دیا تو پھر اس کی عقل ٹھکانے رہے گی اور اس کھینچا تانی کے ماحول کو نہیں بننے دے گی۔

## خاوند سے ساس نند کی برائیاں ہرگز نہ کرے:

چغل خوری سے بچے۔ خاوند کے سامنے اس کی ماں اور بہن کی چغلیاں کرنا، اللہ رب العزت کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ کام ہے۔ اگر وہ گھر کے اندر کوئی کمی کوتاہی دیکھے بھی سہی تو خاوند کے سامنے ساس اور نند کی برائیاں نہ کرے۔ اس کو یہ نہ بتائے کہ آپ کو کیا پتہ کہ آپ کی بہن کیا

ہے؟ کیا کرتی ہے؟ بھائی کے ذہن میں بہن کے بارے میں کوئی اس قسم کی بات بٹھانا اور اس کا تاثر خراب کرنا، اس سے کسی صریح گناہ کو اس طرح پیش کر دینا کہ بھائی کے دل سے بہن کی محبت ہی نکل جائے، شرعاً یہ بھی جائز نہیں ہے۔ اگر یہ اس گھر میں کوئی کوتاہیاں دیکھتی ہے تو بہو کو چاہیے کہ یہ بھی دل بڑا کرے نہ میکے میں بتائے نہ اپنے خاوند کو بتائے۔ تھوڑے ہی دنوں میں جب یہ اپنے گھر میں Adjust (سیٹ) ہو جائے گی تو پھر اللہ رب العزت اسے موقع دیں گے، یہ ماحول کو بھی اچھا بنالے گی اور یہ گھر کے لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بھی پیدا کر لے گی چنانچہ اس کو چاہیے کہ یہ ابتدائی دنوں میں خاموش رہے بس جو دیکھے اپنی زبان کو بند رکھے۔ یہ بات سو فیصد سچی ہے کہ گونگی اور بہری بہو سے کوئی بھی لڑائی نہیں کرتا۔ ہر کوئی اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے۔ تو اس بچی کو ابھی چاہیے کہ ابتدائی چند دنوں میں گونگا اور بہرا بن کر گزار لے تاکہ دوسرے بندے اس کے اخلاقیات کے معترف ہو سکیں۔

## خاوند سے الگ مکان کا مطالبہ نہ کرے:

خاوند کو ہرگز نہ کہے کہ مجھے الگ مکان چاہیے یا یہ کہ مجھے میکے چھوڑ کر آؤ! اپنی طرف سے کوشش یہی کرے کہ میں نے اس آباد گھر کو آباد رکھنا ہے..... ہاں وقت سے ساتھ ساتھ اللہ کا بنایا ہوا ایک نظام ہے ایک بچے کی شادی ہوتی ہے پھر دوسرے بچے کی ہوتی ہے ایک بچے کا الگ گھر بنتا ہے پھر دوسرے کا الگ گھر بنتا ہے۔ تو آنے والے وقت میں الگ گھر تو ہر ایک کا بننا ہی ہوتا ہے اور نہیں تو ساس بوڑھی ہوتی ہے جب وہ قبر کا کونہ جا کر آباد کرتی ہے تو بہو کا ویسے ہی الگ گھر بن جاتا ہے تو اس بارے میں بہو کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سمجھے کہ جتنا خدمت کو موقع اللہ نے مجھے دیا میں اس سعادت سے اپنے آپ کو کیوں محروم ہونے دوں؟ تو اس طرح گھر کے لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

## خاوند سے جھگڑا نہ کرے:

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ساس کی وجہ سے یا نند کی وجہ سے بہو تنگ ہوتی ہے تو وہ اپنے

خاوند کو شکایت لگاتی ہے اور خاوند کہتا ہے کہ اچھا ٹھیک ہے کوئی نہ کوئی بندوبست کریں گے۔ مگر یہ اپنے خاوند کے ساتھ بھی الجھنا شروع ہو جاتی ہے خاوند کے ساتھ جھگڑا کرنا بیوی کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے اس سے بڑی غلطی بیوی اپنی زندگی میں نہیں کر سکتی کہ جو اس کے سر کا سایہ ہے سپورٹ ہے اس کی تقویت کا سبب ہے اس کی عزت کی نگران ہے اسی بندے کے ساتھ جھگڑا شروع کر دے۔

تو بہو کی کوتاہیوں میں سے یہ ایک بڑی کوتاہی ہوتی ہے کہ معاملات تو ساس اور نند خراب کر رہے ہیں اور یہ اپنے خاوند کے ساتھ منہ بسور کے اور روٹھ کے بیٹھ جاتی ہے اب خاوند ابتدائی شادی کے دنوں میں محبت پیار کے موڈ میں ہوتا ہے اور بیوی صاحبہ نے شکل بنائی ہوتی ہے تو الٹا خاوند کے دل میں بھی یہ اپنے لیے جگہ کم کر بیٹھتی ہے یہ غلطی بھی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

## تنقید کو صبر سے برداشت کرے:

بہو کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ میں اس گھر میں نئی آتی ہوں اور یہ نئی چیز کو آزمایا اور پرکھا جاتا ہے یہی بہو اپنے لیے سونے کا زیور خریدتی ہے تو کتنا پرکھتی ہے تو گھر میں ایک نیا انسان آیا ہے تو ہر بندہ اس کو دیکھے گا جانچے گا کہ یہ کیسے بیٹھتا اٹھتا ہے؟ کیسے بولتا ہے؟ کیسے اس کی زندگی کے شب و روز ہیں تو وہ اس بات کو سمجھے کہ شادی کے ابتدائی دنوں میں مجھے نظر سے دیکھا جائے گا؟ اور اگر کوئی بات گھر کے لوگ میرے بارے میں کر دیتے ہیں تو یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی سمجھے کہ ساس عمر میں زیادہ ہے اور جتنی عمر زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی بندے میں تنقید کا مادہ بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور چڑچڑا پن بھی زیادہ ہو جاتا ہے لہذا اس چڑچڑے پن کو عمر کا تقاضا سمجھے۔ یہ بھی سوچے کہ گھر میں جب میں غلطی کرتی تھی تو اگر سگی ماں کا تھپڑ بھی برداشت کر لیتی تھی تو کیا اس کا سمجھانا برداشت نہیں کر سکتی ساس کے سمجھانے پر بھی اس کو غصہ آجاتا ہے تو یہ بھی ایک کوتاہی ہوتی ہے۔

## شوہر کے مال پر فقط اپنا حق نہ جتائے:

کئی مرتبہ بہو یہ سمجھتی ہے کہ خاوند جو کما رہا ہے وہ تو بحیثیت بیوی میرا حق ہے۔ اب یہ

ماں باپ اور بہنیں سب کا اس کے کندھوں پر کیوں بوجھ پڑ گیا؟ تو اس میاں کے کندھوں پہ یہ بوجھ پہلے سے تھا اب تو نہیں پڑا۔ یہ آنے والی لڑکی کی غلط بات ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ماں باپ کو اس کے سر کا بوجھ سمجھے۔ یہ وہ رشتے ناتے ہیں جن کو نبھانا ہوتا ہے۔ شادی کے بعد یہ تو نہیں ہو جاتا کہ بندہ ماں کو بھول جائے، بہن کو بھول جائے، باپ کو بھول جائے، تو لڑکی یہ غلطی کبھی بھی نہ کرے کہ اپنے گھر کے ان افراد کو اپنے خاوند کے سر کا بوجھ سمجھے۔

## سسرال میں میکے کے فضائل نہ بیان کرتی رہے:

پھر ایک غلطی یہ بھی کرتی ہے کہ سسرال کے گھر میں جو خوشی اور غمی ہوتی ہے اس میں برابر کی شریک نہیں ہوتی پیچھے پیچھے رہتی ہے تو جب ان کی خوشی اور غمی میں برابر کی شریک نہیں ہوگی تو صاف ظاہر ہے کہ پھر ان کو آپ پر اعتراض کا موقع ملے گا۔

## دوسروں کی ٹوہ میں نہ رہے:

نئے گھر میں آ کر لوگوں کے حالات کی ٹوہ میں لگے رہنا، تجسس میں رہنا کہ میری نند کہاں سے آتی ہے؟ کہاں جاتی ہے؟ کس کے فون آتے ہیں کسی سے اس کا تعلق تو نہیں؟ نندیں کیسے کیسے کپڑے پہنتی ہیں؟ میری ساس کیا کرتی ہے؟ میرا سسر کیا کرتا ہے؟ ساس اور سسر کے درمیان جھگڑے تو نہیں؟ اس قسم کی ٹوہ میں آتے ہی لگ جانا انتہائی برا کام ہوتا ہے یہ شرعاً بھی حرام ہے قرآن کریم میں ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا (تجسس میں نہ پڑو)

دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا یہ عقل مندی نہیں ہوتی اپنے کام سے کام رکھے ''تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو''

اور کئی دفعہ یہ غلطی بھی دیکھی کہ اگر ان کو نند وغیرہ کی کچھ اونچ نیچ معلوم ہو جاتی ہے تو پھر اپنے میکے فون کر کے فوراً پیغام پہنچاتی ہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ اپنی ناراضگی کا بدلہ اسی طرح لیتی ہیں۔ مثال کے طور پر نند سے رنجش تھی، اب اس کے رشتہ کی بات جو چلی تو جو رشتہ والے آتے ہیں ان کی عورتوں کو فون کر کے اس کے بارے میں بتا دیتی ہے کہ وہ تو بہت ہی نکھٹو ہے بہت ہی کام چور ہے

بہت ہی ضدی ہے اس کو تو کام کرنا نہیں آتا۔ یا اس سے بھی بڑی بات کر دی کہ مجھے تو لگتا ہے کہ اس کے کسی سے کسی کے ساتھ افیئر زہیں۔

اب اس طرح کی باتیں کر کے نند کے مستقبل کو خراب کرنا اور اس سے بدلہ لینا اس سے بڑی نالائقی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اگر بہو گھر میں رہ کر ایسا کام کرے گی تو یقیناً اپنا گھر برباد کرنے والی بات کرے گی۔ دوسروں کے حالات کی ٹوہ میں رہنا اور دوسروں کے سامنے ان کے عیبوں کو کھولنا، شریعت نے اس چیز سے منع کر دیا ہے۔

دوسروں پر رعب چلانے کی بجائے دل جیتنے کی کوشش کرے:

کئی دفعہ یہ بھی دیکھا کہ بہو جب گھر میں آتی ہے تو یہ سمجھتی ہے کہ میں تو بڑے بھائی کی بیوی ہوں لہذا اب یہ میری نند جو ہے یہ تو میری خادمہ ہے اس پر رعب چلاتی ہے نند پر رعب چلانے سے پہلے اس کے دل کو جیتنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

بس یہ ہر ایک کے ساتھ محبت پیار کا تعلق رکھے اور اپنے خاوند کو پر سکون زندگی دے۔

بہو کو یہ بات سوچنی چاہیے کہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں شادی کرنے کا بنیادی مقصد فرمایا (لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا) تاکہ تمہیں اپنی بیویوں سے سکون ملے۔ تو جو بیوی اپنے خاوند کو سکون دے ہی نہیں سکتی وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہی تو اپنے میاں کو جھگڑوں میں الجھا لینا ہر وقت اس کے سامنے یہی باتیں چھیڑ کر بیٹھ جانا انتہائی نالائقی ہوتی ہے۔

بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو ایسا پر سکون ماحول دے کہ دفتر اور دکان پر بیٹھے ہوئے بھی اس کا جی چاہیے کہ میں ابھی اپنے گھر چلا جاؤں یہ نہ ہو کہ دفتر میں بیٹھا ہوا ایک کے بعد دوسری فائل کھول رہا ہو اور کام کرنے والے لوگ بھی پریشان کہ آج صاحب گھر ہی نہیں جا رہے اور کوئی پوچھے کہ جی گھر کیوں نہیں جاتے؟ تو میاں بتائے کہ وہاں جا کر جو ہونا ہے اس کو مجھے پتہ ہے میں چاہتا ہوں کہ کچھ وقت اور یہاں گزر جائے تو اچھا ہے تو گھر کے ماحول کو ایسا بھی نہیں بنانا چاہیے کہ خاوند گھر میں آ کر الٹا پریشان ہو جائے۔

http://islamicurdubooks.net

سلسلہ وار:1

# مواعظ متکلم اسلام

مرتب: مولانا مفتی محمد حارث دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ رحمانیہ جدید دکن منڈی بہاؤالدین

قارئین وقاریات بنات اہلسنت کے بار بار اصرار پر ادارہ مستقل طور پر متکلم اسلام حضرت اقدس شیخ طریقت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے بیان کا خلاصہ پیش کرے گا جو ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات کو مرکز اہل السنّت والجماعت سرگودھا میں فرماتے ہیں

خطبہ مسنونہ: اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَاانْتَ مَوْلٰنَافَانْصُرْنَاعَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○ (البقرہ)

اللہ رب العزت دنیا کی تمام چیزوں کے ''خالق'' اور ''مالک'' ہیں۔عدم سے وجود میں لانے کو ''تخلیق'' کہتے ہیں اور تخلیق کرنے والے کو خالق۔مختلف موجودات جوڑ کر نئی شکل دینے کو ''ایجاد'' کہتے ہیں اور ایجاد کرنے والے کو ''موجد''۔اللہ جل شانہ ''خالق'' ہیں: هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ ؛ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ اللہ جل شانہ مالک ہیں:وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (جاثیہ) موجد بھی مالک ہوتا ہے اس کی ملکیت عارضی اور غیر حقیقی ہوتی ہے جیسے کار مختلف دھاتوں سے مل کر بنتی ہے اور بنانے والی کمپنی اس کی مالک ہوتی ہے لیکن جب وہ کمپنی کار کو بیچ دیتی ہے تو وہ کار کمپنی کی ملکیت سے نکل کر خریدار کی ملکیت میں آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی مالک ہیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت دائمی اور حقیقی ہے جیسے اللہ الگ الگ چیزوں کے مالک ہیں اسی طرح جب ان چیزوں کو ملا کر نئی شکل دی جاتی ہے تب بھی وہ اللہ کی ملکیت میں ہیں۔جب ایک شخص یا کمپنی کوئی چیز ایجاد کرتی ہے تو ساتھ استعمال کا طریقہ، ہدایات اور استعمال کی حد بھی بتاتی ہے اور اگر خرابی پیدا ہو جائے تو اس کا حل بھی بتاتی ہے کیا اللہ جل شانہ جو اشیاء کے خالق حقیقی ہیں ان کو حق نہیں کہ وہ ان اشیاء کے استعمال کا طریقہ اور حدود بتائیں!!!!

جب کار بنانے والی کمپنی کار کی حد رفتار بتا سکتی ہے تو اللہ جل شانہ آنکھ کے دیکھنے کی حد

نہیں بتا سکتے ؟ جس طرح دنیا میں ایجاد شدہ چیزوں کے ساتھ ہدایات کی فائل ہوتی ہے اسی طرح اللہ جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قرآن وحدیث کی صورت میں اپنی تخلیقات کے متعلق ہدایات دی ہیں کہ آنکھ سے کیا دیکھنا ہے کیا نہیں۔ کان سے کیا سُننا ہے کیا نہیں۔ پھر جب انسان ان ہدایات کے خلاف عمل کرے گا تو اللہ جل شانہ اس کے خلاف چار گواہ لائیں گے۔

۱: زمین: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا آج لوگ تعجب سے سوال کرتے ہیں کہ زمین کیسے بتائے گی!!!!اس کا جواب یہ ہے کہ سی ڈی اور کیسٹ زمین میں موجود دھاتوں سے ملا کر بنائی جاتی ہیں اگر زمین سے باہر نکل کر وہ ریکارڈنگ محفوظ رکھ سکتی ہے اور سُنا سکتی ہے تو زمین کے اندر رہ کر ریکارڈنگ کر لیں اور قیامت کے دن سنا دیں تو کیا بعید ہے۔

۲: اعضاء : یَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ.

اللہ جل شانہ قیامت کے دن زبان پر مہر لگا دیں گے اعضاء گواہی دیں گے بعض لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ اعضاء کیسے بولیں گے۔

سوال یہ ہے کہ زبان کیسی بولتی ہے کیا زبان کی زبان ہے؟ نہیں بلکہ یہ تو گوشت کا لوتھڑا ہے اللہ جل شانہ اس سے الفاظ جاری کر رہے ہیں جس طرح زبان سے الفاظ اللہ جل شانہ جاری کراتے ہیں اسی طرح ہاتھ اور پاؤں سے بھی الفاظ جاری فرمائیں گے۔

۳: کراماً کاتبین: كِرَاماً كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (الانفطار)

۴: نامہ اعمال: وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر)

اگر قیامت کے دن یہ چار گواہ پیش ہو گئے تو بچنے کی کوئی صورت ہے؟ مگر اللہ جل شانہ کریم ہیں اور کریم اس ذات کو کہتے ہیں جو استحقاق سے بڑھ کر عطا کرے۔

(اَلَّذِیْ یُعْطِیْ فَوْقَ الْاِسْتِحْقَاقِ)

لطیفہ: حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: یَاۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ.

تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کو جواب دوں۔ کَرُمُکَ، کَرُمُکَ کَرُمُکَ

اللہ جل شانہ خالق اور مالک ہونے کے ساتھ ساتھ کریم بھی ہیں انہوں نے بہت آسان حل بتایا ہے کہ قیامت کے دن اِن چار گواہوں میں سے کوئی پیش ہی نہ ہو۔ جس طرح سکول کے استاد طالب علم کو درخواست لکھنے کا طریقہ بتاتے ہیں ان کو چھٹی دینے کا ارادہ ہوتا ہے نہ کہ چھٹی دینے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ جل شانہ حل بتا رہے ہیں تو ارادہ معاف کرنے کا ہے حل یہ ہے کہ توبہ کریں۔

توبہ کس کو کہتے ہیں؟

۱: گناہ کو چھوڑ دے۔ ۲: گناہ پر نادم و پشیمان ہو۔ ۳: آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ ہو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جامع صغیر اسی طرح التشرف فی احادیث التصرف میں بھی ہے۔ اِذَاتَابَ الْعَبْدُ.....الخ

ضابطہ: جب بادشاہ کسی مجرم کو معاف کرتے ہیں تو ریکارڈ ضائع نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ اتنے کریم ہیں جب معاف کرتے ہیں تو ریکارڈ بھی ضائع کر دیتے ہیں اللہ جل شانہ کے احکام کو پورا کرنے کے لیے فرشتے موجود ہیں: بارش اللہ برساتے ہیں مگر فرشتے کے ذریعے سے، روح اللہ قبض کرتے ہیں مگر فرشتے کے ذریعے سے۔ مگر گناہوں کو ختم کرنے کی ذمہ داری فرشتوں کو نہیں دی۔ تاکہ اگر وہی انسان دوبارہ گناہ کرے تو فرشتے یہ نہ کہیں کہ کتنا گندا انسان ہے اس لیے گناہوں کو خود مٹاتے ہیں۔

قرآن کریم کی جو آیت میں نے ابتداء میں پڑھی ہے اس کا مطلب مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ تفسیر روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں۔

(وَاعْفُ عَنَّا)اَیْ اِمْحِ آثَارَ ذُنُوْبِنَا بِتَرْکِ الْعُقُوْبَةِ.

(وَاغْفِرْلَنَا)اَیْ بِسَتْرِ الْقَبِیْحِ وَاِظْهَارِ الْجَمِیْلِ

(وَارْحَمْنَا)اَیْ تَعَطُّفْ عَلَیْنَا بِمَا یُوْجِبُ الْمَزِیْدَ.

(اَنْتَ مَوْلَانَا)اَیْ مَالِکُنَا وَسَیِّدُنَا. (روح المعانی جلد نمبر 2 ص 17)

کمزورِ جسم کو موٹا کریں

## جوہر کیلا

قیمت =/1200

پچکے گال، کمزورِ جسم، دُبلا پن، بھوک کی کمی
چھوٹا قد، جسمانی کمزوری، خرابی معدہ
خون کی کمی، چہرے کی زردی کا مکمل علاج

جوڑوں کے درد کا مکمل علاج

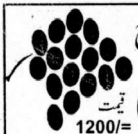

## جوہر زیتون

قیمت =/1200

جوڑوں کا درد، کمر درد، عرق النساء، ٹانگ کا
درد، گنٹھیا، موہروں کا درد، سر درد، جوڑوں پر
سوج ورم تمام جسمانی دردوں کا مکمل علاج

چہرے کے دانوں کا مکمل علاج

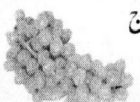

## جوہر انگور

قیمت =/1200

چہرے کو خوبصورت اور جاذبِ نظر بنائیں
خون سے فاسد مادوں کو ختم کرنے کے ساتھ آئندہ کیلئے
اس کا سدباب ہے۔ داغ دھبے، چھائیاں، کیل، مہاسے
کالی رنگ، جھریوں کو ختم کر کے چہرے کو صاف کریں

دل کی طاقت کا مئوثر علاج

## جوہر سیب

قیمت =/1200

ضعف دل، خفقان، دل کی کمزوری، گھبراہٹ
بڑھی ہوئی حرارتِ قلب میں مفید ہے۔
جوہر سیب دل کی کمزوری دور کرتا ہے۔

دماغی کمزوری، گرتے بال گنجے پن کا علاج قیمت =/1200

## جوہر بادام

نسیان، بھول جانا، دماغی طاقت قوت حافظہ، بال گرنا، گنجا پن
خشکی سکری کا مکمل علاج۔ طالب علم قوت یاداشت، ذہانت
دماغی طاقت حافظے کی کمزوری کیلئے جوہر بادام ضرور استعمال کریں

ہر قسم کی خارش کا مکمل علاج قیمت =/1200

## جوہر فالسہ

خشک وتر خارش، خرابی خون، دھدر،
چنبل، خون کی حدت، جلد کی سوزش
گرمی کے دانے، سکن الرجی کا مکمل علاج

امراضِ معدہ کا مکمل علاج

## جوہر انار

قیمت =/1200

نظامِ انہضام انسانی جسم کا انتہائی
اہم نظام ہے اس کا فعال ہماری صحت کی
ضمانت ہے۔ معدے کی جلن، تیزابیت، بھوک
کی کمی، گیس ٹربل، کھٹی ڈکاروں کا مکمل علاج

ہائی بلڈ پریشر کا مکمل علاج

## جوہر گلاب

قیمت =/1200

جوہر گلاب ایک ایسا فارمولا ہے جو بلند فشارِ خون کو
اعتدال پر رکھنے کیلئے تسلیم شدہ ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو ٹھیک
کریں اور دل کو طاقت دیں جوہر گلاب دل و دماغ اور
گردوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے

قائم شدہ 1980

دہلی دواخانہ: میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں: 0333-7494839

اس ماہ کا سبق

# نیکیوں کا پھیلانا اور گناہوں سے روکنا

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سے کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بہت سے کاموں سے منع کیا ہے آدمی کا نفس بڑا شریر ہے کچھ تو نفس کی شرارت اور کچھ شیطان کا بہکاوا دونوں چیزیں مل کر انسان کو خدا کی فرمانبرداری سے ہٹا دیتی ہیں یعنی جو کام کرنے کے ہیں ان کو آدمی نہیں کرتا اور جن کاموں کی ممانعت ہے ان کو کرتا ہے اللہ پاک نے گناہوں کی روک تھام اور نیکیوں کو رواج دینے کا کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرما دیا ہے۔

چوتھے پارے کی ایک آیت میں نیکیوں کے کرانے اور برائیوں سے روکنے کو اس امت کا خاصہ بتایا ہے جس طرح خود نیک بننا اور اللہ کے حکموں پر چلنا ضروری ہے بالکل اسی طرح دوسروں کو بھی اللہ کے حکموں پر چلانے کی ذمہ داری سب مسلمانوں پر ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تم میں سے جو برے کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے یعنی ہو سکے تو ہاتھ سے اس برائی کو روک دے اور یہ نہیں ہو سکتا تو زبان سے ٹوک دے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم دل سے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔“

آج کل یہ بری وبا پھیل گئی ہے کہ لوگ گناہ کرتے ہیں اور گناہ کو جائز اور اچھا کام سمجھتے ہیں اور سمجھانے والوں سے کہتے ہیں کہ صاحب آپ تو ترقی سے روکتے ہیں بھلا خدا کے حکم کے خلاف کرنے سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے؟؟ بہت سے مرد اور عورت خود تو نمازی ہیں مگر اپنے عزیزوں، بچوں، نوکروں محلّہ والوں کو خلاف شرع چلتے دیکھتے ہیں مگر ذرا بھی زبان نہیں ہلاتے پھر مصیبت آتی ہے تو بلبلاتے ہیں خوب جانتے ہیں کہ بیٹا شطرنج کا شوقین ہے تاش کھیلتا ہے نمازیں غارت کرتا ہے مگر کبھی حرف غلط کی طرح بھی یہ نہیں کہتے کہ بیٹا کیا کر رہے ہو؟ یہ مسلمانوں کے کام

نہیں ہیں اپنے بیٹے سے اس لیے ناراض رہنے والے بہت ہیں کہ وہ دکان پر محنت سے کام نہیں کرتا یا ملازمت کی کوشش نہیں کرتا۔ لیکن اگر اولاد بدعمل فاسق اور گناہ گار ہے نماز قضا کرتی ہے تو اس وجہ سے ناراضگی اختیار کرنے کا رواج نہیں ہے، عزیز رشتہ دار اڑوس پڑوس کے مرد بے عمل ہیں نماز غارت کرتے ہیں، روزہ نہیں رکھتے، سود خور ہیں، رشوت لیتے ہیں یا اور کوئی کام خلاف شرع کرتے ہیں مگر ہم ان کو ٹوکنے میں جھجکتے ہیں اور مروت اور لحاظ میں ان کو گناہ سے نہیں روکتے یہ بہت سخت وبال کی بات ہے جب برائیاں عام ہو جاتی ہیں اور نیک لوگ اپنی نیکی کو لیے بیٹھے رہتے ہیں اور یہ کوشش نہیں کرتے کہ گناہ بند ہوں تو نیک و بد سب پر عذاب آ جاتا ہے اور اس وقت دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پہلے زمانے کی امت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو مع اس کے رہنے والوں کے اُلٹ دے! یعنی زمین کے اوپر کے حصے کو نیچے اور نیچے کے حصے کو اوپر کر دو۔''

حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ اے پروردگار! اس میں شک نہیں کہ ان میں تیرا ایک بندہ بھی ہے جس نے پل بھر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی ہے اس کی تو جان بخشی کی جاوے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو بھی اسی سزا میں شامل کرو کیونکہ کبھی بھی میرے حکموں کی نافرمانی اور خلاف ورزی دیکھ کر بطور ناراضگی اس کے چہرے پر بل نہیں پڑا۔ دیکھو! یہ آدمی بہت نیک تھا مگر چونکہ برائیوں سے دوسرے کو نہ روکتا تھا اور گناہوں کو دیکھ کر ناراضگی ظاہر نہ کرتا تھا اس لیے عذاب میں پکڑا گیا۔

جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اور ان سے روکا نہ جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب پر عذاب آ جاتا ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں میں ایک آدمی بھی ایسا ہو جو ان میں رہتا ہو اور گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ گناہ سے ہٹا کر صحیح راستہ پر ڈالنے کی قوت ہوتے ہوئے اس کو صحیح راستہ پر نہ ڈالیں تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ضرور ان پر عذاب ڈالیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ ”یقین جانو! اللہ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کے لیے کہتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو اس سے پہلے جب مجھ سے دعا کرو گے قبول نہ کروں گا تم مجھ سے سوال کرو گے تو میں تمہارا سوال پورا نہیں کروں گا تم مجھ سے مدد چاہو گے تو میں تمہاری مدد نہ کروں گا یعنی نیکیوں کے لیے کہنا اور برائیوں سے روکنا ایسا عمل ہے کہ اگر اس کو چھوڑ دو گے تو عذاب آئے گا اور اس وقت دعا قبول نہ ہوگی اور اللہ کی طرف سے مدد نہ کی جائے گی اور سوال پورا نہ کیا جائے گا۔

ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور سب کو سمجھاؤ، جہاں تک ہو سکے اپنوں کو اور غیروں کو خاص کر جن پر تمہارا زور ہے جیسے نوکر ہیں یا اولاد ہے سب کو خدا کے راستے پر اپنی طاقت سے چلاؤ گناہوں سے روکو اور نیکیوں کے راستہ پر ڈالو۔


## نرخ نامہ برائے اشتہارات ماہنامہ بنات اہلسنت

| | | | |
|---|---|---|---|
| **بیک** | | | |
| بیک فل پیج 4 کلر | 3000 | 3/4 بیک پیج 4 کلر | 2500 |
| ہاف بیک پیج 4 کلر | 2000 | 1/4 بیک پیج 4 کلر | 1500 |
| **اندرون** | | | |
| فل پیج ون کلر | 1800 | 3/4 ون کلر | 1500 |
| ہاف پیج ون کلر | 1300 | 1/4 ون کلر | 800 |
| **مین پیج ان سائیڈ** | | | |
| فل پیج ون کلر | 2000 | 3/4 پیج ون کلر | 1300 |
| ہاف پیج ون کلر | 1000 | 1/4 پیج ون کلر | 800 |
| ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل | 2000 | پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل | 600 |

# سایہ ضرور دیتا ہے

بنت محمد بشیر جامعہ حقانیہ، لاہور

ماں جی!! ماں جی!! ارے آپ جواب کیوں نہیں دیتیں؟ میں کب سے آوازیں دے رہا ہوں۔ ارے! کیا ہوا چلا کیوں رہے ہو۔ آرہی ہوں۔ ہاں بولو! کیا بات ہے؟ ماں! آپ کو پتہ ہے کہ آج ہماری کلاس میں ایک نیا لڑکا آیا اسے اتفاق سے سرغفار نے میرے ساتھ ہی بٹھا دیا۔ ماں وہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے اس نے میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ مگر ماں..... مجھے تو علم ہی نہیں کہ دوست کیا ہوتا ہے اور دوستی کس چڑیا کا نام ہے۔ ماں! آپ کو پتہ ہے کہ دوستی کیا ہے؟ اور دوستی کس چڑیا کا نام ہے؟

ہاں بیٹا! میں جانتی ہوں دوستی کیا ہے اور مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ دوستی کیا ہے۔ بیٹا! امن یہ آج سے ۹ سال پہلے کی بات جب میں انٹر میں تھی میری کلاس فیلو نمرہ بھی میرے ساتھ پڑھتی تھی نمرہ ایک خوبصورت لڑکی تھی اور ایک امیر گھرانے میں پلی بڑھی تھی۔ مگر اس میں ایک بڑائی تھی کہ وہ مغرور لڑکی تھی ہر غریب لڑکی کی حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ مگر چونکہ میں الحمدللہ ایک اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اس نے مجھ سے دوستی کرنے کے لیے کہا۔ مگر میں بھی اپنے بھولے بیٹے کی طرح اس نام سے انجان تھی۔ میں نے اپنی امی سے پوچھا تو وہ میری طرح اس نام سے ناواقف تھی، ماں نے جب نہ بتایا تو ہم نے پوچھا کیوں نہ دادا ابو کا دماغ کھایا جائے۔ اس خیال کے آتے ہی ہم نے دادا ابو کی طرف دوڑ لگا دی۔ ہم دادا ابو کے کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے دیکھا کہ وہ مطالعہ میں مصروف تھے انہوں نے ہم کو دیکھا اور کتاب بند کر دی اور بولے: ''آؤ بیٹا ارم! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں۔''

دراصل میں صبح سے بور ہو رہا ہوں مگر دادا ابو ہم آپ کا دل لگانے نہیں آئے بلکہ آپ سے سوال پوچھنے آئیں ہیں۔ کہو بیٹا! کیا پوچھنا ہے؟ ہماری چاندنی نے۔ دادا! یہ دوستی کیا بلا ہے؟ دادا ابو ہماری بات سن کر مسکرائے اور کہنے لگے: ''یہ بلا نہیں، بلکہ یہ بہت عظیم رشتہ ہے۔ دوستی کیا ہے؟ یہ سوال اکثر ذہنوں میں جنم لیتا ہے پھر نظر پوری کائنات کا جائزہ لینے پر مجبور ہو جاتی ہے ہوا کے نرم جھونکیں جب تن آور درختوں کو جھولا دیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے ہوا دوستی نبھا رہی ہے؛ پھول کی

شاخ سے جدا کرتے وقت جو خار ہاتھوں میں چبھتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ کانٹے پھولوں کے دوست ہیں، پہاڑوں سے گرتی آبشاروں کا ملاپ.....ندیوں کا دریاؤں سے، دریاؤں کا سمندر سے یہ دوستی ہی کی علامت ہے۔ نیلے اودھے آسمان پر چمکتے چاند ستارے بھی تو ایک دوسرے کے دوست ہیں، کسی کا ایک جگہ قدم سے قدم ملا کر چلنا یہ بھی تو دوستی کی علامت ہے، دوستی قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ اگر کسی کو اس دنیا میں دوست مل جائے اور ہو بھی باوفا.....تو اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں۔ میری بھولی پوتی جی! ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوستی کی تھی ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''اے ابوبکر! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دیہاتی دوست تھے جو جب بھی آتے آپ کے لیے دیہاتی تحفہ لے کر آتے ایک بار آپ نے کہا کہ کہ یہ ہمارے دیہاتی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں اور بیٹا دوستی میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ دوست نیک سیرت ہو اور دوست وہ ہے جو تمہیں تمہاری برائیوں سے آگاہ کرے۔ بیٹا! دوستی کرنا سنت ہے اور ایک سنت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کا ہے۔ دوسرے دن ہم سکول گئے تو نمرہ نے سلام کے بعد فوراً اپنے سوال کا جواب طلب کیا تو میں نے ہاں کر دی۔ رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا ہم دونوں کی دوستی پورے سکول میں مشہور ہوگئی۔ مگر بعض اوقات میں نمرہ کے غرور کی وجہ سے ذلت کا نشانہ بنتی میں نے بہت دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ نہ مانی آخر ایک دن اسے اس کے غرور کی سزا مل گئی اس کے ماں باپ ایک حادثے میں چل بسے اس کے چچا نے اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیا اور اس کو یتیم خانے میں داخل کروانے کے لیے گئے مگر ایسے میں میری وفا کام آئی۔ میں نے اپنے والدین سے بات کی پھر وہ میری دوست کے ساتھ میری بہن بن کر رہنے لگے آج وہ کہتی ہے کہ کاش میں تمہاری بات مان لیتی.....مگر افسوس !ارے مما! کیا نمرہ خالہ آپ کی سگی بہن نہیں ہے؟ نہیں بیٹا میں اکلوتی ہوں مگر اب ہم دو ہو چکی ہیں ارے پھر تو ہم دوستی ضرور کریں گیا اور پھر مما ہی طرح بتائیں گے۔

یوں دوستوں کو نہیں سمجھتے بے فضول ناز
جو درخت پھل نہیں وہ سایہ ضرور دیتا ہے

# ہمارا کچن

ام محمد ارسلان

| | |
|---|---|
| گوشت ایک کلو | آئل ایک پاؤ |
| پیاز تین عدد | درمیانے سائز |
| لہسن ادرک | ڈیڑھ چمچ |
| بڑی الائچی | تین عدد |
| سیاہ زیرہ | ایک چمچ |
| دہی | ایک پاؤ |
| پسا ہوا دھنیا | تین چمچ |
| نمک، سرخ مرچ | حسب ذائقہ |
| سبز الائچی | تین عدد |
| کالی مرچ | پچیس دانے |
| دار چینی | ایک ٹکڑا |
| کیواڑہ | دو چائے کے چمچ |
| بادام | پچیس عدد |

ترکیب:

گوشت اچھی طرح دھولیں، ایک دیگچی میں آئل گرم کر کے پیاز ڈال کر سرخ کر لیں، پسا ہوا لہن ادرک اور تمام ثابت گرم مسالہ پسی ہوئی مرچ دھنیا اور سبز الائچی کچل کر سرخ کی ہوئی پیاز میں ڈال کر بھونیں۔ دہی پھینٹ لیں اور مسالہ میں شامل کر دیں درمیانی آنچ پر اسے بھونتی رہیں جب تک پانی خشک ہو جائے تو گوشت ڈال کر ایک بار پھر ہلکی آنچ پر خوب بھون لیں یہاں تک کہ گوشت کی بوٹیاں ہلکی بادامی ہو جائیں اور مسالہ گھی چھوڑ دیں۔ اب چار پیالی پانی ڈال کر گوشت گلائیں آنچ ہلکی کر لیں جب گوشت گل جائے اور مسالہ چھوڑ دے تو ضرورت کے مطابق پانی ڈال کر شوربہ بنائیں بادام چھیل کر قورمے میں ڈال دیں اور اسے اچھی طرح پکنے دیں ایک دو ابال شوربے میں آنے کے ساتھ ہی کیواڑہ ڈال کر چولہے سے اتار لیں۔ لوڈش تیار ہے۔

https://islamicurdubooks.net

# آپ نے لکھا

محترم المقام مدیر صاحب السلام علیکم!

فروری کا شمارہ پڑھا حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہوا کہ رسالہ پر پوری طرح مرد حضرات کا قبضہ ہو گیا ہے کیونکہ مشکل سے ایک مضمون قاریہ کا ملا، بنات کا رسالہ ہے تو پورے نہیں تو کم از کم آدھے مضمون تو قاریات کے ہوں بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی کچھ ضرور اپنے رسالے کے لیے لکھیں۔ فوزیہ چوہدری، مانسہرہ

وعلیکم السلام!

جی واقعی! بنات کے رسالے پر مرد حضرات کا قبضہ ہو چکا ہے یہ امر آپ کے لیے حیرت اور تعجب کا باعث ہے لیکن کیا بتائیں ہمارے پاس جتنے بھی خطوط اور ای میلز آتی ہیں ان میں اکثر خواتین ہی کے مضامین ہوتے ہیں لیکن .....ان میں اکثر نا قابل اشاعت ہی نہیں بلکہ نا قابل سماعت ہوتے ہیں اس لیے ہم مرد حضرات کے مضامین کو ترجیح دیتے ہیں۔اس لیے ہم سے شکوہ کی بجائے آپ اپنی بہنوں سے شکوہ کریں کہ وہ ایسے مضامین کا انتخاب کیا کریں جو قابل اشاعت ہوں

# وفیات

☆ مولانا محمد اعجاز مارکیٹنگ منیجر احناف میڈیا سروس کا بھانجا وفات پا گیا ہے۔

☆ جامعہ حقانیہ لاہور کے درجہ حفظ کے طالب علم بھائی رحیم اللہ کے دادا جی انتقال کر گئے

☆ مولانا محمد ادریس حنفی آف نارووال کے والد گرامی جناب حاجی احمد خان اور کچھ دن قبل مولانا کے بڑے بھائی جناب محمد حبیب خان صاحب انتقال کر گئے

☆ حافظ محمد صغیر مدینہ فرنیچر والے کے والد گرامی حاجی محمد بشیر صاحب انتقال کر گئے ہیں اللہ تعالی تمام مرحومین کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی مرقد کو جنت کا باغ بنائے آمین

http://islamicurdubooks.net

# ماہنامہ بنات اہلسنت

## ملنے کے پتے

قاضی محمد اسرائیل گرنگی، مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 03319144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 03326566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا